کھلتے ہیں گُل یہاں

زرنین آرزو

زرگنین آرزو

کھلے ہیں گل یہاں

مکمل ناول

بڑی خوبصورت دلہن تھی۔

شہابی رنگت اور غزالی آنکھوں والی۔

ماہا کتنی دیر ہتھیلی کے کٹورے میں ٹھوڑی رکھے دلچسپی سے — دیکھتی رہی۔

اس کے پیارے سے بھائی شاہ زیب۔ اور اب بھابی بھی اتنی ہی دلربا۔ ان کا نام بھی بڑا پیارا تھا۔ حورین۔ وہ بالکل حوروں جیسی تھیں۔

ماہا کو بہت ارمان تھا گھر میں بھابی لانے کا۔

آج ولیمہ تھا۔

سامنے اسٹیج پر شاہ زیب سیاہ ڈنر سوٹ میں ملبوس بے حد خوبرو لگ رہے تھے اور ساتھ میں چھوئی موئی سی۔ بنی ٹھنی حورین بھابی۔

آتشی گلابی غرارہ سوٹ میں زیورات سے لدی وہ نگاہوں کو خیرہ کیے دے رہی تھیں۔

"بس بھی کرو ماہا۔ کیا بھابی کو نظر لگانے کا ارادہ ہے؟"

اسے یوں دیوانوں کی طرح ٹکٹکی باندھے دیکھ کر ثروت بولی۔

"واہ بھلا میری نظر کیوں لگنے لگی میں اپنی بھابی کو پیار کی نظر سے دیکھ رہی ہوں۔"

"اس وقت تو اسٹیج سے اٹھو لوگ سلامی دینے کے انتظار میں ہیں۔ دلہن تا حیات تمہارے پاس ہی رہے گی۔ — جی بھر کے دیکھتی رہنا۔" نزہت نے اسے بازو سے پکڑ کر اٹھایا۔

"اوہوں۔ کباب میں ہڈی۔"

ماہا نے منہ بنایا۔ اپنی پیاری سی ناک سکوڑی۔

"کباب میں ہڈی تو تم بن رہی ہو دلہن دولہا کے درمیان۔"

"جی نہیں۔ میں ہڈی نہیں۔ بلکہ اپنے بھیا کی پیاری بہن اور بھابی کی سویٹ سی نند ہوں۔" وہ ناز سے اٹھلائی۔

"ارے جاؤ۔ پیاری سی۔ کیا پیاری تم جیسی ہوتی ہے۔"

"جل گئیں۔"

"میں کیوں جلوں گی۔" ثمروت اُسے چھیڑ رہی تھی۔

"لڑکیو۔ تم دونوں اسٹیج پر ہی جم گئیں نیچے اترو۔" امی کی آواز آئی۔

وہ دونوں نیچے اتر آئیں۔ مہمان دلہن کو منہ دکھائی دے رہے تھے۔

"بھئی ماہا! تمہاری بھابی بہت پیاری ہیں۔" ماہا کی سہیلی قریب چلی آئی۔

"تھینک یو۔" وہ خوشی سے تمتماتے چہرے کے ساتھ بولی۔

"خدا کرے ان کا مزاج اور ان کی فطرت ان کی صورت کی طرح ہی پیاری ہو۔"

"کیوں یہ بات کیوں کہی تم نے۔" ماہا نے حیرت سے اُسے دیکھا۔

"تم اچھی طرح جانتی ہو ماہا ہمارے گھر کے حالات۔"

"اوہ اچھا۔ تم اپنی بھابی کی بات کر رہی ہو جو تمہارے بھائی کو لے کر علیحدہ ہوگئیں۔ لیکن جناب ہماری بھابی ایسی فطرت کی مالک نہیں۔ وہ بہت سلجھی ہوئی۔ پیار کرنے والی ہیں۔"

"اچھا پھر چھوڑو یہ ساری باتیں۔ اپنی بھابی سے نہیں ملواؤ گی۔"

انیلا نے اپنی اداسی چھپائی۔

"کیوں نہیں آؤ۔"

وہ انیلا کو لے کر اسٹیج پر آ گئی۔

شاہ زیب بھائی بھابی کے کان میں کچھ کہہ رہے تھے بھابی کے لبوں پہ شرمیلی مسکان تھی۔

"بھابی۔ یہ میری سہیلی انیلا ہے۔" اس نے مداخلت کی۔

شاہ زیب گھبرا کر سیدھے ہو گئے جبکہ عین کی پیشانی پہ ناگواری کی لہریں نمودار ہوگئیں۔ شاہ زیب کتنی خوبصورت بات کہہ رہے تھے اور اس ماہا نے آ کر سب بگاڑ دیا خوبصورت ساعتیں اِدھر اُدھر ہوگئیں۔

"بھابی! یہ انیلا۔" ماہا نے دوبارہ متوجہ کیا۔

حورین نے منہ سے ایک لفظ بھی نہیں نکالا۔ البتہ ناگواری سے پلکیں اٹھائیں۔

"آداب۔" انیلا نے سلام کیا۔

حورین نے محض سر ہلانے پر اکتفا کیا۔

"بھابی! انیلا کی بھی ایک بھابی ہیں جو اس کے بھائی کو لے کر علیحدہ ہوگئیں۔ انہوں نے سب کی محبتوں کا منفی رویے سے جواب دیا وہ بہت بری ہیں۔ یہ انیلا کہتی ہے کہیں آپ بھی۔ لیکن میں نے اسے ڈانٹ دیا ہے۔ آپ تو اتنی اچھی ہیں۔ اتنی پیاری۔" ماہا تفصیل سے بتا رہی تھی۔

حورین بے زاری سے سننے پر مجبور تھی۔

"بھابی میں آپ کے پاس بیٹھ جاؤں۔"

ماہا نے اس کے جواب کا انتظار نہیں کیا۔

وہ شاہ زیب اور اس کے درمیان جم گئی۔

شاہ زیب شرارت سے مسکرا دیے۔

"اوہو تم تو قبضہ جمانا چاہتی ہو اپنی بھابی پر۔ بھئی دیکھنا کہیں ہم ان کی صورت کو نہ ترس جائیں۔ کچھ حق ہمارا بھی ہے۔"

حورین شرما گئی۔

ولیمے کی تقریب رات گئے اختتام کو پہنچی۔

دلہن اپنے کمرے میں جا چکی تھی۔

ماہا کو نیند نہیں آئی۔

کل واپس اگلے روز تھا۔ وہ حورین کے جانے پر اداس ہو گئی۔

"بھابی میں بھی آپ کے ساتھ چلوں۔"

"چلو۔ وہ بھی تمہارا گھر ہے۔" حورین مسکرائی۔

"کیا سچ بھابی۔ سچ مچ چلوں۔"

"ہاں بھئی۔ میں مذاق تھوڑی کر رہی ہوں۔"

”یہ تو تمہارا سایہ بن گئی حورین۔ مجھے اس رقیب سے خوف آنے لگا ہے۔ اگر اس نے میری جگہ لے لی تو.....“

”شاہ زیب سکرائے۔

آپ کی جگہ تا حیات کوئی نہیں لے سکتا۔“

”میری قسم۔“ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ رہے تھے۔

اس نے پلکیں جھکا کر اقرار کر لیا اور شاہ زیب اس کی اس دلفریب ادا پہ نثار ہو گئے۔

ماہا امی سے بھابی کے ساتھ جانے کی اجازت لینے گئی تھی۔

”ارے میکلا واحورین کا ہے۔ تیرا نہیں۔ بالکل ہی بچی بن گئی ہے تو ماہا۔ ایسا بھی کیا پیار امنڈا پڑ رہا ہے کہ بھابی کے بغیر سانس لینا محال ہو گیا۔ وہ کوئی ہمیشہ کے لیے تھوڑی جا رہی ہے۔ صرف ایک دن میں لوٹ آئے گی۔“

”امی پلیز۔ جانے دیں ناں۔ بھابی کی بھی یہی مرضی ہے ناں“ اس نے منت کی۔

”چڑیل ہے پوری۔ جب تک اجازت نہیں ملی گی، جان تھوڑا ہی چھوڑے گی۔“

”تو پھر اجازت دے دیں ناں۔“

اس نے لاڈ سے ان کے بازو کو تھام لیا۔

”اچھا چلی جا۔ لیکن دیکھ پرائے گھر میں انسان بن کر رہنا۔ زیادہ بچہ بننے کی ضرورت نہیں کل کلاں یہ سننے کو نہ ملے کہ حورین کی نند نے شکایت کا موقع دیا۔“

”اوہو امی۔ میں کسی محاذ پر تھوڑا ہی جا رہی ہوں۔“ وہ ان کی نصیحتوں سے اکتا کر بولی۔

بھابی کے گھر والے لینے آئے تھے۔ ان کی والدہ اور ایک بہن۔ ان سب نے خوش اخلاقی سے اس کا استقبال کیا۔ —— ماہا کو اپنا آپ بے حد معتبر لگا۔ سب اسے کتنا پوچھ رہے تھے۔

کھانے کی میز پر حورین کی والدہ بے حد اصرار سے اور بہت محبت سے اسے کھانا کھلا رہی تھیں۔

”یہ تو چکھو بیٹی۔ یہ سلاد۔ پلاؤ سونیا نے اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے۔ کھا کر دیکھو۔“

وہ پیٹ بھر جانے کے باوجود ان کی محبت میں اپنی پلیٹ میں کھانا انڈیلتی رہی۔

”آج کل تمہاری کیا مصروفیات ہیں بیٹی؟“

”جی میں نے بی۔ اے کا امتحان دیا ہے۔“

”ماشاء اللہ۔ مزید پڑھنے کا ارادہ ہے؟“ سونیا نے پوچھا۔

”بالکل۔ سائیکالوجی میں ماسٹرز کروں گی۔“

سونیا کے ساتھ اس کی دوستی ہو گئی۔ کھانے کے بعد سونیا اسے اپنے کمرے میں لے گئی۔ وہاں وہ دونوں کافی دیر تک میوزک سنتی رہیں۔ سونیا نے اسے اپنے کالج کی تصویریں بھی دکھائیں۔

شام کی چائے پہ ایک خوش خبری تھی۔

اس نے چائے کی چسکی بھرتے ہوئے سنا۔ امی حورین سے کہہ رہی تھیں۔

”ایاز آ رہا ہے رات کو۔ تمہیں شکوہ تھا ناں کہ وہ تمہاری شادی میں شریک نہیں ہو سکا۔ وہ اب کے پورے دو مہینے کی چھٹی لے کر آ رہا ہے۔“

”سچ ماما۔“ حورین خوش ہو گئی۔

”تو انہیں خیال آ ہی گیا وطن واپس لوٹنے کا ورنہ ہم تو ان کی صورت دیکھنے کو بھی ترس گئے تھے۔“

ماہا چپ چاپ ان کی گفتگو سنتی رہی۔

”پتا ہے ماہا۔ ایاز ہمارے اکلوتے بھائی ہیں۔“ سونیا نے بتایا۔

”اچھا۔“

”اور آج وہ اتنے عرصے بعد لوٹ رہے ہیں۔ تم بھی تیار رہنا۔ انہیں ایئر پورٹ لینے چلیں گے۔“

”میں؟“ اس نے حیرت سے پوچھا۔

”بھئی اکیلی گھر میں کیا کرو گی۔ ذرا انجوائے منٹ ہی ہو جائے گی۔ سب ہی جا رہے ہیں انہیں لینے۔“

”ہاں ہاں بیٹی۔ تم بھی تیار ہو جاؤ۔“ محبت بھرا اصرار تھا ان کا۔

اس نے تیار ہونے میں ذرا بھی دیر نہیں لگائی۔ لائٹ گرین کپڑوں میں، سادہ چہرے سمیت لمبے بالوں کو چوٹی کی صورت میں باندھے وہ بہت اچھی لگ رہی تھی۔

سونیا نے تعریف کی۔ ”بہت پیاری لگ رہی ہو ماہا۔“

"حقیقت میں تم سب بہت اچھے ہو سونیا، محبت کرنے والے۔ اس لیے سب۔ تمہیں اچھے لگتے ہیں۔"

"اوہو فلسفہ بگھارنے کی کوشش۔" سونیا مسکرائی۔

"لڑکیو تیار ہو گئیں۔" ماما نے اندر جھانکا۔

"جی ماما۔"

"تو پھر چلو۔ دیر ہو رہی ہے۔"

وہ پورچ میں آ گئیں۔ ڈرائیونگ سیٹ حورین نے سنبھال رکھی تھی۔ ماہا نے دیکھا۔ وہ فیروزی ہلکے کام والے سوٹ میں بے حد حسین لگ رہی تھی۔ اس نے دل میں بلائیں لے ڈالیں۔

ایئرپورٹ پر خاصا رش تھا۔ فلائٹ اپنے ٹھیک ٹائم پہ پہنچی۔

وہ سب ریلنگ کے ساتھ ٹیک لگائے منتظر تھے۔ ماہا بھی متجسس تھی۔ ایان کا اس نے کئی مرتبہ ذکر سنا تھا۔ سونیا اور حورین دونوں خوبصورت تھیں۔ وہ دیکھنا چاہتی تھی۔ ان کا بھائی بھی ان کی طرح خوبرو ہے یا نہیں۔

ماہا نے دیکھا۔ بلو جینز اور وائٹ شرٹ والا بے حد سجیلا جوان۔ جس کے گلے سے بھابی جا لگی تھیں۔

سب ہی اس سے باری باری ملے۔

"آپ کا دم چھلا کہاں ہے بھائی؟"

سونیا نے پوچھا۔

"کون سا دم چھلا؟" بے تحاشا روشنیوں والی براؤن آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

"وہی میم جس نے آپ کو پاکستان آنے سے روکے رکھا ہے۔"

سونیا کی بات پہ وہ ہنس دیا۔

ماہا نے دیکھا۔ اس کی ہنسی بہت خوبصورت تھی۔ وہ خود بھی بہت شاندار پرسنالٹی کا مالک تھا۔ وہ حورین بھابی سے بہت ملتا تھا۔ خاص کر اس کی آنکھیں۔ اس کی سفید رنگت میں سرخیاں تھیں۔ بالوں کا خوبصورت اسٹائل۔ اور بولنے کا انداز دلربا۔

"یہ ماہا ہے بھائی۔"

"کون ماہا؟"

براؤن آنکھیں دلچسپی سے سامنے کھڑی لڑکی کے سراپے میں الجھیں۔ سادہ سی مگر پرکشش لڑکی۔ لندن میں بے تحاشا حسین لڑکیوں سے بہت مختلف سیاہ آنکھیں۔ سیاہ لمبے بال۔ گھنیری پلکیں۔

"ماہا حورین کی نند۔"

"آداب۔" ماہا کا لہجہ کانپا۔ اس شخص کے دیکھنے کا انداز بہت منفرد تھا۔

"تو آپ کی حورین سے رشتہ داری ہے لیکن اتنے [illegible] ہم سے نہیں آپ کا تعلق ہوا۔" ذومعنی بات تھی وہ بہت زیادہ سٹپٹائی۔

"کیا آپ کم بولتی ہیں؟"

وہ مسلسل اسے مخاطب کر رہا تھا۔

"نہیں تو۔" ماہا کو خود بھی لگا کہ اس نے بچگانہ کی طرح سر ہلایا ہے۔

"بھائی پھر آپ نے بتایا نہیں۔ وہ میم کہاں ہے؟" سونیا نے دوبارہ کریدا۔

"بھئی ایسی کسی میم کا وجود نہیں۔ جو تمہاری بھابی کہلا سکے۔"

"سچ؟" سونیا خوش ہو گئی۔

"پھر تو ہم آپ کے لیے لڑکی اپنی پسند سے ڈھونڈیں گے۔"

"لیکن شرط یہ ہے میری پسند بھی شامل ہو۔" اس نے ماہا کی طرف دیکھا۔

اسی لمحے ماہا کی پلکیں بھی اٹھیں۔ اور کانپ کر جھک گئیں۔ ریشمی پیشانی پہ شبنم کے موتی ابھر آئے۔

"یہ رومال۔"

ایان نے مسکرا کر جیب سے رومال نکالا اور اس کی جانب بڑھا دیا۔

"جی؟" وہ حیرت سے [illegible] بہت پیاری لگ رہی تھی۔

"پسینہ پونچھ لیجیے۔"

"اوہ۔"

خجالت کے زیر اثر اس نے رومال تھام لیا۔ کیا اس شخص نے اس کے اندر کا چور پکڑ لیا؟

پتا ہو چکا ہے کہ وہ اس کی موجودگی کے سبب سے بیتابی ہے اور اس سے بھی زیادہ اس کی باتوں سے۔

حالانکہ ان باتوں کا اس کی ذات سے کیا تعلق ہے؟

وہ یہاں دو دنوں کے لیے آئی تھی۔ پھر اسے واپس لوٹ جانا تھا۔

واپسی پہ ڈرائیونگ ایاز کر رہا تھا۔ وہ خوش مزاج شخص۔ جس کی ہلکی پھلکی گفتگو کو سبھی انجوائے کر رہے تھے۔ وہ چپ چاپ پچھلی سیٹ پہ بیٹھی اس کی پشت کو دیکھتی رہی۔

ایاز نے بیک ویو مرر اس کے چہرے پہ سیٹ کیا تو اس نے بوکھلا کر چہرہ آنچل میں چھپا لیا۔ ایاز کے لبوں پہ دلکش مسکراہٹ بکھر گئی۔

اس لڑکی کی یہ معصوم ادا۔ اس لڑکی میں کوئی بات ہے۔ کوئی خاص کشش جو نگاہیں اسے دیکھنا چاہتی ہیں۔

اس نے بیک ویو مرر دوبارہ پہلی پوزیشن پہ کر لیا۔

"کیا اس مرر میں کوئی گڑبڑ ہے بھائی" سونیا بولی۔

"کیوں؟" ایاز نے اسے گردن گھما کر دیکھا۔

"یہ فوکس جو نہیں ہو رہا۔ بائی دا وے کسے دیکھنا چاہ رہے ہیں آپ؟"

"زیادہ کان مت کھایا کرو۔"

اس نے گاڑی پورچ میں لا روکی۔ سب نیچے اترنے لگے۔ وہ اتری، دروازہ بند کیا تو آنچل دروازے میں پھنس گیا۔

"اجازت ہو تو میں آنچل چھڑا دوں۔"

وہ بڑی شوخی سے پوچھ رہا تھا۔

"جی، اتنی بے تکلفی۔" وہ سنجیدہ ہو گئی۔

وہ سب چند قدم کے فاصلے پر موجود تھے۔ ملائکہ نے خود ہی جلدی سے دروازہ کھول کر آنچل چھڑا لیا۔ جس قسم کی اجازت وہ مانگ رہا تھا۔ اگر اس کی اس حرکت پہ وہ سارے کھلکھلا اٹھتے تو؟

وہ خواہ مخواہ مجرم بن جائے گی۔

وہ کچھ کہنے کو آگے بڑھا۔

وہ تیز قدموں سے سونیا کے برابر ہو گئی۔

ایاز سب کے لیے بے شمار تحائف لایا تھا۔ بیش قیمت تحائف۔ رات کھانے کے بعد سوٹ کیس کھول کر اس نے سب کو گفٹ دے دیے۔

وہ نازک سا لاکٹ سیٹ لے کر ذرا فاصلے پر فلورکشن پہ بیٹھی اس کے قریب آگیا۔

"اگر آپ ذہن میں ہوتیں تو یقیناً آپ کی شخصیت کے مطابق پیارا سا تحفہ لاتا۔ فی الوقت یہ قبول کر لیجیے۔" اس نے مخملی ڈبہ اس کے سامنے کر دیا۔

"میں۔"

وہ بھلا یہ گفٹ کیسے لے سکتی تھی۔ ؟

یہ اس کی اس اجنبی سے ابتدائی ملاقات تھی۔ وہ حورین بھابی کے بھائی کی حیثیت سے اس سے خوش اخلاقی سے تو پیش آسکتا تھا۔ مگر یوں اسے تحفہ دینا؟

"لے لیں۔"

"آپ سونیا کو دے دیں۔"

"سونیا کو بھی بالکل ایسا ہی لاکٹ سیٹ دیا ہے۔"

اس نے ڈبہ نہیں تھاما۔

"حورین بھی تم ہی کہو۔ بڑی ناک والی ہے تمہاری نند۔" ایاز نے گردن گھما کر حورین کو مخاطب کیا۔

وہ سب کے متوجہ ہونے پہ سرخ پڑ گئی۔

"لے لو بیٹی۔ وہ اتنے خلوص سے دے رہا ہے۔ تم اب اس گھر کے لیے اجنبی نہیں ہو۔ میری بیٹی کی جگہ ہو۔ دو خاندان ایک ہوتے ہیں تو ان تکلفات کے کیا معنی۔" آنٹی پیار سے بولیں۔

اس نے چپ چاپ ڈبہ تھام لیا۔

رات کافی دیر تک باتیں ہوتی رہیں۔ وہ تھک گئی تھی اس لیے سونیا کے کمرے میں سونے آگئی۔ آنکھیں بند کیں تو دو خوبصورت براؤن آنکھیں نمایاں ہو گئیں۔ ان آنکھوں میں کیسا سحر تھا۔ جو مقابل کو جکڑ لے۔

وہ سجیلا شخص۔ اس کا شوخ انداز۔ اس کی ذومعنی باتیں۔ وہ کتنی جلدی اس سے بے تکلف ہو گیا۔

صبح اس کی آنکھ جلد کھل گئی۔ کھڑکی سے باہر لان میں دیکھا۔ دلفریب موسم تھا۔

آسمان بادلوں سے بھرا تھا۔ اور بہتے ہوئے چلتی ہوا میں کیف تھا۔ وہ لان میں آ گئی۔

نرم گھاس پہ ننگے پاؤں چہل قدمی کرتی وہ موتیے کے پودوں کے قریب آن رکی۔

ہائے اتنے ڈھیر سارے موتیے کے پھول۔

اس نے بے شمار کلیاں آنچل میں بھر لیں۔

وہ وہیں گھاس پہ بیٹھ گئی اور بھابی کے لیے گجرا بنانے لگی۔ ان کے بالوں کے لیے بھی۔ مدھم سروں میں گنگناتے اس نے پھولوں کی خوشبو کو اندر اتارا۔

اسی دم سلیپر میں مقید دو سفید پاؤں اس کی نگاہوں کے سامنے آن رکے۔

اس نے پلکیں اٹھائیں۔

وہ مسکراتے ہوئے دلچسپی سے اُسے دیکھ رہا تھا۔

موتیے کے پھولوں کو پروتی وہ خود بھی موتیا لگ رہی تھی۔ بے تحاشا لمبی چوٹی اس کے قریب گھاس پہ پڑی تھی۔ اگر اس چوٹی میں موتیے کی کلیاں گوندھ دی جائیں تو۔۔؟

وہ اپنی سوچ پہ خود ہی ہنس دیا۔

کل وہ لڑکی اس کے سامنے آئی۔ اور آج وہ اس کے متعلق سوچنے لگا۔

وہاں تو لندن میں لڑکیوں کی کمی تو نہیں تھی۔؟

ضروری نہیں کسی خوبصورت لڑکی سے ملاقات کا انجام ایک ہی جذبے پہ ہو۔

"گجرے بنا رہی ہیں۔"

"جی۔" وہ اس کی نگاہوں کے جمود پر ساکت بیٹھی تھی۔

"کس کے لیے۔"

"بھابی کے لیے۔" مدھم لہجے میں جواب دیا۔

"بہت پیار ہے بھابی سے۔"

"جی۔" یہ کلیاں پروتے اس کے ہاتھ لرز رہے تھے۔

"کیا موتیے کی ایک کلی مجھے مل سکتی ہے۔"

اس نے اپنی نازک ہتھیلی میں کئی کلیاں بھر کر اس کے سامنے کر دیں۔

اس نے ایک کلی اٹھالی۔ اس کی انگلیوں نے ماہا کی ہتھیلی کو چھوا تو جیسے سارے وجود میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔ اس نے سرعت سے اپنا ہاتھ پیچھے کر لیا۔ موتیے کی کلیاں اس کی گود میں بکھر گئیں۔

اس کی اس حرکت پہ براؤن آنکھوں کے جگنو شرارت سے چمک اٹھے۔ "کیا میری انگلیوں میں کرنٹ دوڑ رہا تھا؟" غیر متوقع سوال پر وہ سٹپٹائی۔

"جی۔ جی نہیں۔"

"تو پھر اس طرح ہاتھ کیوں کھینچا۔"

"میرے خیال میں بھابی جاگ گئی ہوں گی۔ میں انہیں گجرے دے آؤں۔" اٹھ کر تیزی سے پلٹی تو پاؤں مڑ گیا۔ اس سے پہلے کہ گرتی دو مضبوط بانہوں نے اسے سنبھال لیا۔

"سوری۔" وہ خجالت سے سرخ پڑ گئی۔

وہ کوئی شوخ سی بات کہنا چاہتا تھا۔ مگر وہ اس کے ہاتھوں سے پھسلی اور اندر بھاگ گئی۔ وہ دیر تک مسکراتا رہا۔

وہ بھابی کے کمرے میں آئی تو اس کی سانس پھول رہی تھی۔ چہرہ گرم تھا۔ وہ ان کے بیڈ پہ آن گری۔

بھابی نے نیند بھری آنکھوں سے اسے دیکھا۔

"کیا بات ہے ماہا۔؟"

"بھابی یہ آپ کے لیے گجرے بنا کر لائی ہوں۔"

"سائیڈ ٹیبل پہ رکھ دو۔"

"بھابی انہیں یاد سے پہن لیجیے گا۔"

"اچھا۔"

مگر جب حورین ناشتے کی میز پہ آئی تو ان کی کلائیاں اور بال گجروں کے بغیر تھے۔

"بھابی وہ گجرے۔" وہ لمحہ بھر کو بجھ سی گئی۔

"اوہ سوری۔ میں بالکل بھول گئی۔ جاؤ تم میرے کمرے سے گجرے اٹھا لاؤ۔"

وہ گجرے اٹھا لائی۔ اس نے خود اپنے ہاتھوں
بھابی کی کلائیوں میں پہنائے۔ اور بالوں میں
لگائے۔ خوشی سے ماہا کا چہرہ تمتما رہا تھا۔
"انہوں نے بہت محنت کی ہے تمہارے لیے
حورین۔"
ایاز نے چائے کا سپ بھرتے ہوئے کہا تو حورین
مسکرا دی۔
ماہا نے خود بھابی کے لیے سلائس پہ جام
اور مکھن لگایا۔ چائے بنائی اور ابلا انڈا چھیلا۔
"بھئی ماہا تم میری عادتیں بگاڑ دو گی۔"
حورین نے کہا۔
"نہیں بھابی! اس میں میری خوشی ہے۔"
"ماہا کو دیکھ کر میں دعا کرتی ہوں کہ اس جیسی
محبت کرنے والی نند خدا مجھے بھی دے۔" سونیا
کے لہجے میں شرارت تھی۔
"ماما۔ دیکھا آپ نے۔ ڈھکے چھپے انداز میں
اپنی شادی کی بات کر رہی ہے۔ بس آپ اسے
جلد از جلد گھر سے نکالنے کا انتظام کریں۔ تاکہ جلد وقت
اندر بھی آئے۔ اس چڑیل کی موجودگی میں میں
ہرگز شادی نہیں کروں گا۔" ایاز بولا۔
"کیوں شادی نہیں کریں گے۔"
سونیا تنک کر بولی۔
"یعنی تم لڑاکا اس ہستی کا جینا حرام کر دو گی۔"
"تو میرے متعلق آپ کے یہ تاثرات ہیں۔
جائیے میں آپ سے بات نہیں کرتی۔"
"دیکھا تم اسی طرح اس سے بھی جھگڑا کرو گی۔"
وہ چھیڑنے سے باز نہیں آ رہا تھا۔
سونیا نے منہ پھلا کر ناشتے سے ہاتھ کھینچ لیا۔
"اچھا اب ناشتا تو کرو۔ اس سے کیا دشمنی۔"
"آپ کو اس سے کیا۔ میں ناشتا کروں یا نہ
کروں۔"
وہ بچوں کی طرح روٹھی تھی۔ سب ہنس دیے۔
دوپہر کے کھانے پہ شاہ زیب بھائی کو
آنا تھا۔ حورین کچن میں جتی ہوئی تھیں۔ مینیو بھی کھانے
اپنی بھابی نے خود ترتیب دیا تھا۔ کھانا جس

تھا۔ وہ پسینے میں تر بتر تھیں۔ ماہا نے کچن میں
جھانکا۔
"بھابی آپ کیوں کھانا پکا رہی ہیں۔ مجھ سے
کہہ دیا ہوتا۔ اتنے حبس میں چولہے کے سامنے
کھڑی ہیں۔ آپ باہر چلیں۔ میں سب کر لوں گی۔"
"تم یہاں مہمان ہو ماہا۔"
"کوئی مہمان نہیں۔ آپ بس کچن سے باہر نکلیں۔
شادی کو چوتھا دن ہے اور آپ کاموں میں
جت گئیں۔ مجھے بتائیے کیا کیا پکانا ہے۔"
اس نے حورین کو چولہے کے سامنے سے
ہٹا دیا۔
"تم کتنی اچھی ہو ماہا۔"
"اچھی تو آپ ہیں بھابی۔ اتنی محبت کرنے والی۔"
اس نے محبت سے حورین کے گلے میں بانہیں
ڈال دیں تو وہ ہنس دی۔
حورین کے بتائے مینو کے مطابق ماہا نے
ساری چیزیں مستعدی سے بنا ڈالیں۔ بس کسٹرڈ
تیار کرنا تھا۔ وہ دودھ چولہے پہ چڑھائے چینی
ملا کر چمچہ چلا رہی تھی۔
پسینے سے اس کے سارے کپڑے بھیگے تھے
آگ کی حدت سے اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔
بار بار چہرے سے پسینہ پونچھتے وہ اپنے کام میں
مگن تھی۔
تب ہی ایاز دبے قدموں اس کے پیچھے آن
کھڑا ہوا۔
"ہاؤ۔" وہ ڈر گئی۔ گھبرا کر دو قدم پیچھے ہٹی۔ وہ
یقیناً چولہے سے جا ٹکراتی۔
ایاز نے اس کا بازو پکڑ کر اپنی طرف گھسیٹ
لیا۔
"کیا مرنے کا ارادہ ہے؟"
وہ بہت نروس تھی۔ ریشمی پلکیں مہکتے رخسار
پہ جھکی تھیں۔
ایاز نے دلچسپی سے اس کی گلابی رنگت اور
سیاہ آنکھوں کو دیکھا۔ اس کا بازو واقعی تک اس
کی گرفت میں تھا۔ سامنے موجود شخص کے وجود
سے اٹھتی مخصوص کلون کی خوشبو جیسے اس کے حواس

پہ بھاری تھی۔ مگر وہیں اس کا انداز مالکی
"بہنی آپ تو بہت
ہوا ہے۔"
وہ سیدھا اس کی آنکھوں میں جھانک رہا تھا۔
وہ پیچھے ہٹی۔
"کیا دوبارہ چولہے سے ٹکرانے کا ارادہ ہے؟"
"پلیز میرا بازو چھوڑیں۔"
اس کے بوکھلانے، سٹپٹانے کی وجہ اب ایاز کی سمجھ میں آئی۔ اس نے اس کا بازو چھوڑ دیا۔
"یہ کیا ہو رہا ہے؟"
سونیا بھی اندر آ گئی۔
ماہا اس صورتحال پہ سرخ پڑ گئی۔ سونیا کیا سوچے گی۔ وہ اس کے بھائی کے ساتھ تنہا کچن میں کیا کر رہی ہے۔
"میں ماہا سے کہہ رہا تھا کہ کچھ گھرداری مجھے بھی سکھا دیں۔ اگر آج کھانا بنانا سیکھ لوں گا تو کل میری بیگم کو آرام تو رہے گا۔ ویسے لندن میں رہ کر مجھے اچھا خاصا پکانا آتا ہے۔ مگر پھر بھی کسی ماہر سے سیکھ لینا زیادہ مناسب ہے۔"
وہ بڑے اطمینان سے سونیا کو بتا رہا تھا۔ وہ ہر قسم کے حالات کو قابو میں کرنے کا گر جانتا تھا۔
"اوہو ابھی سے اتنا خیال ہے اس ہستی کا جو اس گھر میں آئی بھی نہیں۔" سونیا نے ناک سکوڑی۔
"اگر میں خیال نہیں کروں گا تو اور کون کرے گا۔ اب ہر نند ماہا جیسی تو نہیں ہوتی۔ محبت کرنے والی۔"
"یہ کہنے کا مطلب کیا ہے آپ کا۔ کیا میں اچھی نند ثابت نہیں ہوں گی۔" سونیا دو قدم آگے بڑھی۔
"ارے بھئی وہیں رکو۔ میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔"
مگر سونیا اس کے بازو سے لٹک چکی تھی۔ ایاز نے چولہے کے قریب پڑا پانی کا بھرا گلاس سونیا پہ خالی کر دیا۔
"بہت گندے ہیں آپ۔ میرے سارے کپڑے گیلے کر دیے۔" وہ چیخی۔
"تمہارا غصہ ٹھنڈا کرنے کے لیے تم پہ پانی ڈالنا ضروری تھا۔"
"میں بھی آپ کو نہیں بخشوں گی۔"
وہ پانی کا گلاس اٹھا کر سنک کی طرف بڑھی۔ پانی بھر کر پلٹی۔
ایاز غائب تھا۔
"دیکھا تم نے۔ کتنے شرارتی ہیں۔" سونیا ہنس دی۔
وہ بھی مسکرا دی۔
وہ کچن سے فارغ ہو کر بھابی کے کمرے میں آئی تو وہ وارڈروب سے کپڑے نکال رہی تھی۔
"بھابی میں بتاؤں۔ آپ کون سے کپڑے پہنیں۔"
"ہوں۔"
"وہ بلیک ستاروں والی ساڑھی۔ شاہ زیب بھائی کو بلیک کلر بہت پسند ہے۔ آپ اس ساڑھی میں بہت پیاری لگیں گی۔"
"اچھا۔" وہ کھلکھلائی۔
واقعی حورین سیاہ ساڑھی میں بہت حسین لگ رہی تھی۔ شاہ زیب آئے تو اسے دیکھتے رہ گئے۔ وہ شرما گئی۔
"حورین۔ میری کس نیکی کا صلہ ہے جو تم میرا مقدر بنیں۔ سچ کہتا ہوں حورین۔ اگر تم میری زندگی میں نہ آتیں تو شاید میں یونہی تنہا رہ جاتا۔"
"جھوٹ۔" وہ اٹھلائی۔
"میرا یقین کرو حورین۔ پہلی بار تمہیں دیکھ کر لگا جیسے میری تلاش منزل پا گئی ہو۔ تم میرے اندر بسے تصور کی جیتی جاگتی تصویر ہو۔"
شاہ زیب نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔
تب ہی ماہا کے اندر آنے پہ وہ سیدھے ہو گئے۔ عجلت سے حورین کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ حورین جو ان حسین ساعتوں میں کھوئی تھی۔ ماہا کے یوں مداخلت کرنے پہ کوفت سے بھر گئی۔
"یہ لڑکی سدا موڈ غارت کر دیتی ہے۔"

"بھائی۔ بھابی۔ کھانا لگ چکا ہے۔"
ماہا نے حورین کے چہرے پہ پھیلی ناگواری محسوس نہیں کیا۔
"تم چلو۔ ہم آ رہے ہیں۔" شاہ زیب بولے۔
"بھائی! کھانا ٹھنڈا ہو جائے گا۔"
"چلو حورین۔" شاہ زیب مڑے۔
"مجھے بھوک نہیں۔" وہ اپنے لہجے کی تلخی چھپا گئی۔
دروازے تک جاتی ماہا فکرمندی سے پلٹی۔
"کیا ہوا بھابی۔ کیا طبیعت خراب ہے۔ اگر سر میں درد ہے تو سر دبا دوں۔"
"میں ٹھیک ہوں ماہا۔"
"تو پھر چلیں۔" وہ بھابی کا بازو پکڑ کر ڈائننگ روم میں لے آئی۔
خوشگوار باتوں کے درمیان کھانا کھایا گیا تو حورین کا موڈ بحال ہو گیا۔ وہ شاہ زیب کی پلیٹ میں اپنے ہاتھوں سے کھانا ڈالتی رہی۔ انہیں اصرار سے کھلاتی رہی۔
"آپ بھی تو کچھ لیں بھابی۔"
ماہا کو اس کی بہت فکر رہتی تھی۔
"انہوں نے کھا لیا۔ میں بھی سیر ہو گئی۔" حورین مسکرائی۔
شاہ زیب اسے محبت سے دیکھنے لگے۔ ماہا نے خود حورین کے لیے پلیٹ بھر دی۔
"یہ سب آپ کو ختم کرنا ہے بھابی۔"
"اتنا بہت۔"
"امی آپ کو کمزور دیکھ کر کہیں گی کہ میں نے آپ کا خیال نہیں رکھا۔"
"یہ ذرا میری پلیٹ میں بھی کچھ ڈال دیں۔"
ایاز نے اپنی پلیٹ ماہا کے سامنے کی۔
"جی میں۔"
"اگر آپ اپنی بھابی کو اتنی محبت سے کھانا دے سکتی ہیں تو بھابی کے بھائی نے کیا قصور کیا ہے۔"
ایاز کی شرارتی نگاہیں اس پر جمی تھیں۔ ماہا نے سٹپٹا کر شاہ زیب کی طرف دیکھا۔
وہ حورین سے مدھم لہجے میں گفتگو میں مصروف تھے۔
"یہ آپ میرے مخاطب کرنے پر اتنا گھبرا کیوں جاتی ہیں۔" وہ دلچسپی سے پوچھ رہا تھا۔
"نہیں تو۔"
"آپ کے چہرے کی ہوائیاں بتاتی ہیں۔ کیا میں بہت خوفناک ہوں۔"
"جی ہاں۔" بوکھلاہٹ میں سر اثبات میں ہلا۔
"کیا کہا۔ جی ہاں۔" ایاز نے استفسار کیا۔
یہ کیا حماقت ہو گئی۔ ماہا نے جلدی سے نفی میں گردن ہلا دی۔
"جی نہیں۔"
"آپ اچھی طرح سوچ لیں۔ آپ کے جواب کے لیے مجھے کوئی جلدی نہیں۔"
"کون سا جواب بھئی۔"
سونیا متوجہ ہوئی۔
"ایسے ہی۔ ہماری اپنی بات ہے۔"
وہ بولا تو سونیا نے معنی خیز نگاہوں سے ماہا کی جانب دیکھا۔ جس نے وہاں سے کھسک جانا ہی مناسب سمجھا۔
آج ان کی گھر واپسی تھی۔ امی حورین کو لینے آئی تھیں۔ ماہا بھی گاڑی میں بیٹھنے لگی تو ایاز قریب آ گیا۔
"پھر کب آئیں گی؟"
ماہا نے دیکھا اس کی آنکھوں میں جلتی بجھتی روشنیاں تھیں۔ اور ان روشنیوں نے ماہا کے اندر جیسے اجالا سا بکھیر دیا۔ امی دیکھ رہی تھیں۔ وہ جلدی سے اندر بیٹھ گئی۔
دل کی دنیا اتھل پتھل ہو رہی تھی۔
وہ کتنے دن بے چین سی پھری۔ یہ ردھم ردھم میں کسک کیسی۔؟
اس شام امی کی چند ملنے والی آئی تھیں۔ ماہا ان کے لیے چائے اور دیگر لوازمات سے سجی ٹرالی گھسیٹ لائی۔
"آپ کی بہو کہاں ہے۔" مسز احمد نے ایک دم پوچھا۔
"وہ اپنے کمرے میں آرام کر رہی ہے۔ ماشاءاللہ سے امید سے ہے۔"

"میرے خیال میں آپ کے بیٹے کی شادی کو دو مہینے تو ہو گئے۔ بہو نے گھر داری میں ہاتھ ڈالا یا نہیں۔ ایک بات کہوں مسز احمد۔ بہوئیں کام کرتی ہی اچھی لگتی ہیں۔"

"ہاں بھئی میری بہو تو بہت اچھی ہے۔ پہلے دن سے ہی آکر سارا کام سنبھال لیا ہے تو بے فکر ہو گئی۔ اتنا آرام دیا ہے اس نے مجھے۔ خدا اُسے خوش رکھے ایسی بہوئیں قسمت والوں کو ملتی ہیں۔" دوسری بولی تھی۔

"بھئی نئی نئی شادی ہے۔ حورین خود ہی آہستہ آہستہ گھر داری سنبھال لے گی۔" امی نے حورین کا دفاع کیا۔

"خود ہی کیسے۔ جب اسے عادت ہی نہیں پڑے گی تو کیسے سب سنبھال پائے گی۔ سب ہی کی شادیاں ہوتی ہیں۔ لیکن کوئی گھر سے یوں لاتعلق نہیں رہتا۔ آپ اسے سمجھائیں۔ یہ اس کا گھر ہے۔ اس کا انتظام سنبھالنا اس کی ذمہ داری ہے۔ مہمانوں کی آؤ بھگت بھی اس کا فرض ہے۔"

"آپ کی یہ بیٹی۔ اسے اب آرام دیں۔ کل کو پرائے گھر جا کر کام ہی کرنا ہے۔ ماشاء اللہ بہت سگھڑ ہے آپ کی بیٹی۔"

ماہا چائے دے کر کمرے سے باہر آگئی۔

اُسے ان خواتین کا بھابی کے بارے میں تبصرہ اچھا نہیں لگ رہا تھا۔

بھابی کام کرتی ہیں یا نہیں۔ انہوں نے گھر سنبھالا ہے یا نہیں۔ یہ کون ہوتی ہیں دخل اندازی کرنے والی۔ امی نے انہیں ڈانٹا کیوں نہیں۔ امی بھلا کیوں ڈانٹتیں۔ ان خواتین کی باتوں میں وزن تھا۔

یہ انہوں نے بھی محسوس کیا تھا۔

حورین سب گھر والوں سے کٹ کر اپنے کمرے میں رہنا پسند کرتی تھی۔ الگ تھلگ۔ اسے کسی سے کوئی سروکار نہیں تھا۔ نہ سسرال سے۔ نہ گھر کے انتظام سے۔ نہ ہی مہمانوں سے۔

وہ زیادہ تر اپنے کمرے میں رہتی تھی۔ کھانا تک بھی الگ کھاتی تھی۔ ماہا ہی اُسے کھانے کی ٹرے کمرے میں دے آتی۔

جب شاہ زیب آفس سے لوٹتے تو اُن کے خیر مقدم کے لیے وہ پہلے سے گیٹ پر موجود رہتی۔ جیسے ہی وہ آتے۔ انہیں سیدھا کمرے میں لے جاتی تھی۔

وہ شاہ زیب کی صورت کو ترس گئی تھیں۔ صبح ناشتے پر وہ نظر آجاتے تھے۔

"بات بُرا ماننے کی نہیں ہے مسز احمد۔ اگر آپ ابھی سے بہو پہ کنٹرول رکھیں گی تو اچھا رہے گا۔ ورنہ وہ ہاتھوں سے پھسل گئی تو سنبھالنا مشکل ہو جائے گا۔ میں یہ نہیں کہتی کہ آپ بہو پہ سختی کریں۔ لیکن اسے اپنے گھر کے اصول پہ چلانا آپ کی ذمہ داری ہے۔"

اندر ڈرائنگ روم میں موضوعِ گفتگو بہو تھی۔

"وہ سب سیکھ جائے گی۔"

"اچھا ذرا اپنی بہو سے تو ملوائیں۔" امی نے ماہا کو آواز دی۔

"ماہا۔ حورین سے کہو۔ ڈرائنگ روم میں آئے۔"

ماہا حورین کے کمرے میں آگئی۔

وہ مدھم میوزک کے ساتھ ناول پڑھ رہی تھی بیڈ پہ نیم دراز۔

شاہ زیب ابھی گھر نہیں لوٹے تھے۔ وہ ہمیشہ پانچ بجے آتے تھے۔

"بھابی۔"

"ہوں۔" بڑے دلچسپ موڑ پہ ناول تھا حورین کو اس کی مداخلت گراں گزری۔

"امی بلا رہی ہیں۔"

"کیوں۔؟"

"ڈرائنگ روم میں چند مہمان خواتین آئی ہیں۔ وہ آپ سے ملنا چاہتی ہیں۔"

"ان سے کہہ دو۔ میرے سر میں درد ہے۔" اس نے منہ بنایا۔

"امی بلا رہی ہیں۔ اگر آپ نہیں گئیں تو مہمانوں کے سامنے ان کی انسلٹ ہو گی۔" ماہا نے نرمی سے کہا۔

"بس! میرا حلیہ ٹھیک نہیں۔"
"آپ ایسے ہی بہت اچھی لگ رہی ہیں۔ بھلا آپ کو بناؤ سنگھار کی کیا ضرورت۔"
"ماہا! زیادہ بحث مت کیا کرو۔ اس وقت میرا بحث کرنے کا موڈ نہیں۔ میں ناول پڑھ رہی ہوں۔"
حورین نے رکھائی سے کہہ کر توجہ دوبارہ ناول کی طرف کرلی۔ ماہا چند لمحے دیکھ کر رہ گئی۔ پھر کمرے سے باہر آ گئی۔ بھابی کے تیکھے جواب نے اسے دھچکا پہنچایا تھا۔
بھابی کو ان کی عزت کا خیال بھی نہیں۔ وہ مہمان عورتیں کیا سوچیں گی۔ امی کی بلوانے کے باوجود بھی باہر نہیں آئیں۔ کیا تھا اگر وہ چند لمحوں کو اٹھ جاتیں تو...؟
"ماہا!" امی کی آواز دوبارہ آئی۔
وہ ڈرائنگ روم کے دروازے میں آن رکی۔
"جی امی!"
"حورین نہیں آئی۔"
"امی۔ بھابی کی طبیعت ٹھیک نہیں۔ ان کے سر میں شدت سے درد ہے۔ وہ نیند کی گولی کھا کر سوئی ہیں۔" کوئی بہانا بنانا بھی لازمی تھا۔
امی کو اگر بھابی کے رویے کا پتا چلے گا تو انہیں یقیناً دکھ ہوگا۔
وہ ٹیرس پہ کتنی دیر بیٹھی آسمان پہ اڑتے بادلوں کو دیکھتی رہی۔
خواتین چلی گئیں تو امی حورین کے کمرے میں آ گئیں۔
"تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے ناں بہو؟"
"کیا؟" حورین نے ناول بند کر دیا۔
"ماہا بتا رہی تھی تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں۔"
"جی امی۔ ایسے ہی سر میں درد تھا اس لیے مہمانوں سے ملنے نہ آ سکی۔"
"کوئی بات نہیں بیٹا۔ تمہاری طبیعت ٹھیک ہونا ضروری ہے۔ اب کیسی طبیعت ہے۔ سر درد کو آرام ہے یا نہیں؟"
"جی اب ٹھیک ہوں امی۔"

شاہ زیب کے آنے کا وقت تھا۔ وہ نہا دھو کر بن سنور کر پورچ میں ٹہلتی رہی۔ اسے ہرگز پسند نہیں تھا۔ شاہ زیب اس کی موجودگی میں کسی اور پہ توجہ دے۔ وہ اسے اس کی ماں اور گھر والوں سے دور ہی رکھنا چاہتی تھی۔ وہ جانتی تھی۔ ساس اور نندیں شوہر کو سکھا کر بیوی کے خلاف کر دیتی ہیں۔ شوہر کے دل میں اس کی محبت کم کر دیتی ہیں۔
وہ شاہ زیب پہ مکمل اختیار رکھنا چاہتی تھی۔ وہ چاہتی تھی وہ اس کی مرضی سے سانس لے۔ اس کے حسن کے جلووں اور اس کی ذات میں گم دنیا سے دور رہے۔
شاہ زیب کی گاڑی پورچ میں آن رکی۔
وہ لپک کر گاڑی کی طرف بڑھی۔ اپنے ہاتھوں سے دروازہ کھولا۔ اور ان کے ہاتھوں سے بریف کیس تھام لیا۔ حورین کی یہی محبتیں اور توجہ شاہ زیب کو پسند تھی۔
"کیا کر رہی تھیں...؟"
"آپ کا انتظار۔ آپ آفس ہوتے ہیں تو میرے لیے ایک ایک پل گزارنا دوبھر ہو جاتا ہے کیا ایسا نہیں ہو سکتا شاہ زیب۔ آپ مجھے اپنے بریف کیس میں ساتھ لے جایا کریں۔"
اس کی خوبصورت بات پہ وہ ہنس دیا۔
"اتنا چاہتی ہو مجھے۔"
"آپ کو کہاں اندازہ۔"
وہ ناز سے اس کے بازو سے لگ گئی۔
جب تک شاہ زیب کپڑے بدل کر فریش ہوا، وہ ٹرے میں کھانا لگا لائی۔
"میں نے آپ کے انتظار میں کھانا نہیں کھایا۔"
"میں جانتا ہوں۔ میری شریک حیات کو مجھ سے بہت محبت ہے۔"
"مگر آپ کو مجھ سے محبت کہاں۔"
"یہ کیا کہہ رہی ہو حورین۔"
"اور کیا اگر محبت ہوتی تو مجھ سے ضرور پوچھتے آپ کے پیچھے گھر والوں کا رویہ مجھ سے کیسا ہے۔ آج ماہا نے حد کر دی۔ امی سے چند خواتین ملنے آئیں۔ میرا ان سے ملنے کو دل چاہ رہا تھا۔ نہا دھو

کر باہر نکلی تو ماہا نے کہہ دیا۔ "آپ کو ڈرائنگ روم میں جانے کی ضرورت نہیں۔ امی نے منع کیا ہے۔"

تب ہی تو میں شاہ زیب کیا میں بہت بدصورت ہوں جو امی اور ماہا میرا مہمانوں کے سامنے آنا پسند نہیں کرتیں۔ اور کیا میں اس گھر کی فرد نہیں۔ میں نے آج تک کچھ نہیں کہا آپ سے۔ کبھی کوئی شکایت نہیں کی بلکہ آج مجھے بتا دیں اس گھر میں میرا مقام کیا ہے۔

اس گھر میں بہو کی کوئی عزت نہیں۔

ماہا ہر گز منہ پہ جواب دے جاتی ہے! امی سے لگائی بجھائی کرتی ہے۔ ثروت کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا۔ سچ کہہ رہی ہوں شاہ زیب۔ اگر اس گھر میں آپ کا ساتھ نہ ہو تو میرا گزارا ناممکن ہے۔"

حورین کی باتوں سے شاہ زیب کو جیسے دھچکا سا لگا

"ماہا کا سلوک تم سے بہت اچھا ہے حورین۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔"

"محض آپ کو دکھانے کے لیے۔"

وہ زبردستی آنکھوں میں آنسو بھر لائی۔

"حوصلہ رکھو حورین۔ میں جانتا ہوں تم بہت صابر اور نیک فطرت کی مالک ہو۔ تم گھر والوں کے ناروا رویے کو خندہ پیشانی سے برداشت کر رہی ہو۔"

"شاہ زیب! میرا بھی ایک سپنا ہے، ہمارا اپنا الگ گھر ہو۔ پیارے بچے ہوں۔ اس گھر میں محض میری حکمرانی ہو۔ جہاں میں اپنی مرضی سے سانس لے سکوں اور۔"

"نہیں حورین! ایسی باتوں کو اپنے دل میں جگہ نہ دو۔ یہ بھی تمہارا اپنا گھر ہے اسے تم اپنی مرضی سے ڈیکوریٹ کر سکتی ہو۔ اپنی مرضی سے انتظام سنبھال سکتی ہو۔ کوئی تمہیں کچھ نہیں کہے گا۔"

"اس کا مطلب مجھے یونہی گھٹ گھٹ کر رہنا پڑے گا۔"

"بات یہ ہے حورین۔ میں اس گھر کا اکلوتا بیٹا ہوں۔ بابا کے گزرنے کے بعد امی نے مجھے باپ بن کر پالا۔ یہ اب میرا فرض ہے کہ میں ان کی خدمت کروں۔ اپنی بہنوں کا خیال رکھوں۔"

"میں نے کب منع کیا۔ لیکن آپ کو تھوڑا ضرور سوچیے کہ ہمیں بھی اپنے طور پر زندگی گزارنے کا حق ہے۔"

"میرے خیال میں آج تم بہت ڈسٹرب ہو۔ چلو تمہیں کہیں گھمانے لے چلوں۔"

"سچ۔"

وہ باہر نکلے تو سامنے ثروت اور ماہا بیٹھی گپیں ہانک رہی تھیں۔

"تم دونوں چلو گی؟" شاہ زیب نے پوچھا۔

"کہاں۔"

"آؤٹنگ پہ۔"

"نیکی اور پوچھ پوچھ۔" ماہا خوش ہو گئی۔

مگر حورین کا موڈ آف ہو گیا۔ وہ شاہ زیب کے ساتھ تنہا گھومنا چاہتی تھی۔ انہیں کب عقل آئے گی۔ شادی کے بعد میاں بیوی تنہا گھر سے نکلتے ہیں اور انہوں نے دونوں بہنوں کو تیار کر لیا۔ جو مزا اکیلے گھومنے میں ہے۔ وہ گید رنگ میں کہاں۔

شاہ زیب کتنی دیر سڑکوں پہ گاڑی گھماتے رہے۔ پیچھے بیٹھی ماہا اور ثروت سے ہنس ہنس کر باتیں کرتے رہے جبکہ حورین منہ پھلائے بیٹھی رہی۔

"بھابی آپ اتنی خاموش کیوں ہیں۔" ثروت نے پوچھا۔

"ایسے ہی۔" بے دلی سے جواب دیا گیا۔

"آئس کریم کھاؤ گی حورین۔"

شاہ زیب نے پوچھا جواب ثروت نے دیا۔

"کیوں نہیں بھائی۔ آئس کریم تو ہم سب کو پسند ہے۔"

"مگر مجھے پسند نہیں۔" حورین نے جھٹ بولا۔

"تو کیا اب کھانے پینے کے معاملے میں بھی ان دونوں کی مرضی چلے گی۔ ایک تو انہیں ساتھ لے آئے اوپر سے پسند و ناپسند کا اختیار بھی انہی کا۔"

وہ جلتی بھنتی رہی۔

"پھر کیا کھانا پسند کرو گی؟"

شاہ زیب پوچھ رہا تھا۔ حورین کو کہنا پڑا۔

"سوپ پئیں گی۔"

"کیوں بھئی تم دونوں کو کوئی اعتراض تو نہیں؟"
اس نے گردن گھما کر ان دونوں کو دیکھا۔
"بھلا ہمیں کیوں اعتراض ہوگا۔ سوئٹ سے
انکار تو کوئی بدذوق ہی کرسکتا ہے۔" ماہا مسکرائی۔
حورین سنجیدہ بیٹھی رہی۔
کیبن کا ماحول بہت اچھا تھا۔ ان تینوں کی
خوش گپیاں جاری تھیں۔ حورین نے ایک مرتبہ بھی
مسکراتے ہوئے باتوں میں حصہ لینے کی کوشش نہیں کی۔
وہ اسی ملال میں تھی۔
یہ پروگرام میاں بیوی کا۔ اور وہ دونوں کباب
میں ہڈی بن گئیں۔
وہ جب تک اس گھر میں موجود رہے گی اسے
اپنی مرضی کا ماحول ملنا ناممکن ہے۔ یا تو شاہ زیب
الگ گھر لے لیں یا اس گھر سے وہ سب کہیں غائب
ہو جائیں۔ اسے ان کی صورتیں تک دکھائی نہ دیں۔
یہ اسے معلوم تھا۔
اسے الگ گھر لینے کے لیے نہایت جامع پلاننگ
کی ضرورت ہے۔
شاہ زیب کی آنکھوں سے — ماں اور بہنوں
کی محبت کی پٹی اتارنا ہوگی۔
"بھابی سوچ رہی ہیں" ماہا نے چونکایا۔
"میں آپ کو خود گال دوں"
"میرے ہاتھ نہیں ٹوٹے"
وہ کہنا چاہتی تھی لیکن ضبط کیے بیٹھی رہی۔ وہ
کوئی غلط بات منہ سے نکال کر شاہ زیب کی نگاہوں
میں اپنے نمبر کم نہیں کرنا چاہتی تھی۔ وہ ہرگز ظاہر
نہیں کرنا چاہتی تھی کہ ان سب سے اس کا رویہ
ناروا ہے۔
واپسی پر اس نے خود ماہا اور ثروت کو اپنی پسند
کے ریڈی میڈ سوٹ خرید کر دیے۔
"آپ کتنی اچھی ہیں بھابی" ثروت مسرت سے بولی۔
"اس میں کیا شک" ماہا مسکرائی۔

اس شام موسم بہت تپ رہا تھا۔ سیاہ گھنگھور
گھٹائیں چھائی تھیں۔ ہر طرف اندھیرا پھیلا تھا۔
بھیگی بھیگی ہوا میں خوشبو تھی۔ اسے سردی کے زخم

پہ بیٹھی چڑیاں خوشی کے گیت گا رہی تھیں۔
ماہا ٹیرس پہ بیٹھی موسم کی رعنائیوں سے لطف اندوز ہوتی رہی۔
تب ہی کال بیل بجی۔
کون ہو سکتا ہے؟
وہ دوپٹہ شانوں پہ پھیلائے گیٹ تک آگئی۔
ذیلی دروازہ کھولا تو بے اختیار دو قدم پیچھے ہٹ گئی۔
براؤن روشن آنکھیں مسکرا رہی تھیں۔
"آپ" وہ اتنا ہی کہہ سکی۔
ایاز نے دیکھا۔ گلابی لباس میں وہ موسم کا ہی حصہ لگ رہی تھی۔ سرمئی گھٹاؤں تلے اس کا گلابی وجود۔ اس کی رنگت میں کیسی چمک تھی۔ اور سیاہ آنکھوں میں حیا کی جھلک۔
"آپ نے تو اس دن کے بعد صورت ہی نہیں دکھائی۔"
وہ دلچسپی سے اس کی اٹھتی گرتی پلکوں کو دیکھتے ہوئے بولا۔
"آپ اندر آئیے۔"
"کہاں۔ دل میں۔" اس کا لہجہ شرارتی تھا۔
"وہ سیشانی بھابی اندر ہی ہیں۔"
"اگر میں کہوں میں آپ سے ملنے آیا ہوں تو۔"
"جی" اس کا منہ حیرت سے وا ہوا۔
ان پرشوق نگاہوں کا اس میں سامنا کرنے کی ہمت نہیں تھی۔ وہ جانے کو مڑی۔
اسی دم حورین آگئی۔
"ارے ایاز بھائی آپ۔؟" وہ خوشی سے ان کے بازو سے جا لگی۔
"بہن کی یاد کیسے آگئی۔ اتنے دنوں بعد آپ کا ملنے کو دل چاہا۔"
"مصروف تھا۔ تم سناؤ کیسی ہو۔"
"بالکل ٹھیک۔ ماما کیسی ہیں۔"
"تمہیں اکثر یاد کرتی ہیں۔"
"اور آپ کی لندن کب واپسی ہے۔"
"ابھی چھٹیاں بحال ہیں۔"
"بہت اچھا کیا۔ میں نے ماما سے کہہ دیا ہے اب کے آپ کو تنہا واپس نہیں جانے دیں گے۔ آپ کی شادی کروائیں گے۔ میں دیکھ رہی ہوں آپ کے لیے لڑکی۔" وہ مچل گئی۔
"اور اگر مجھے کوئی پسند آگئی ہو تو۔" وہ ماہا پہ نگاہیں جماتے مسکرایا۔
ماہا مڑ گئی۔
کہیں وہ بے باکی میں اس کا نام نہ لے دے۔
"اگر آپ کو کوئی پسند ہے تو یہ تو اور بھی اچھا ہے۔ ہم ڈھونڈنے کی زحمت سے بچ جائیں گے۔
کون ہے وہ۔" حورین نے اشتیاق سے پوچھا۔
"بتا دوں؟" ایاز نے ماہا کو مخاطب کیا۔
"جی۔ مجھے کیا پتا۔" ماہا بوکھلائی۔
"ویسے اس لڑکی کا نام ماہا بھی جانتی ہے۔"
ایاز اس کی بوکھلاہٹوں سے حظ اٹھا رہا تھا۔
"کیوں ماہا۔ تم نے تو مجھے نہیں بتایا۔" حورین نے پوچھا۔
"یہ غلط کہہ رہے ہیں۔ میں بالکل کچھ نہیں جانتی۔" ماہا اندر کھسک گئی۔
ایاز، حورین کے ساتھ لاؤنج میں آگیا۔
"شاہ زیب کہاں ہے؟"
"وہ ضروری کام سے دو ایک دن کے لیے شہر سے باہر گئے ہیں۔ آپ بیٹھیے میں چائے بنا لاتی ہوں۔"
"بھئی، میں اتنی دیر کیا تنہا بور ہوتا رہوں۔"
"میں ماہا کو بھیجتی ہوں۔"
حورین نے اس کے دل کی بات کہہ دی۔
ماہا کچن میں تھی۔ چائے تیار کر رہی تھی۔
"ماہا! تم لاؤنج میں چل کر ایاز بھائی کو کمپنی دو۔ چائے میں لے آتی ہوں۔"
"آپ تردد نہ کریں۔ میں بنا لوں گی۔"
ماہا اس شخص کا سامنا نہیں چاہتی تھی جس کا دیکھنا ہاتھ پاؤں پھلا دیتا تھا۔
حورین نے اسے زبردستی کچن سے باہر دھکیل دیا۔
وہ جب اندر داخل ہوئی تو وہ دروازے کی طرف ہی دیکھ رہا تھا۔
"آپ تو ڈر کر بھاگ جاتی ہیں۔"
وہ انگلیاں مسلتی رہی۔

"حورین بھابی چائے لا رہی ہیں۔"
"ایک بات پوچھوں ماہا۔"
"جی۔"
"اگر آپ حورین کی بھابی بن جائیں تو؟"
اتنی بڑی بات۔ اس نے اتنی آسانی سے لبوں سے نکال دی۔
ماہا کو لگا جیسے اس کا دل پسلیاں توڑ کر باہر نکل آئے گا۔
وہ اتنا خوبرو شخص۔ وہ اس کے ساتھ کا متمنی تھا وہاں لندن میں اس کے لیے لڑکیوں کی کمی تو نہیں ہوگی۔ پھر وہ اس جیسی عام سی لڑکی کی جانب کیوں بڑھا۔
"جانتی ہیں ماہا میں نے یہ فیصلہ بہت سوچ سمجھ کر کیا ہے۔ آپ جیسی باکردار اور باحیا لڑکی ہی میرا آئیڈیل ہے۔ آپ کی جھکی پلکیں۔ آپ کے خاموش لب۔ پہلی نگاہ میں ہی آپ مجھے اچھی لگیں۔ اور پھر جب آپ کے اوصاف نمایاں ہوئے تو دل نے آپ کو اپنانے کی تمنا کی۔
میں جانتا ہوں آپ میرے بارے میں کچھ زیادہ نہیں جانتیں۔ لیکن میں آپ کو اتنا یقین دلاتا ہوں۔ میں زندگی کے ہر نشیب و فراز میں آپ کا ساتھ نبھاؤں گا۔ اگر کسی موڑ پر کوئی مشکل کن گھڑی ہوئی تو میں آپ کو سنبھال لوں گا اور آپ مجھے سنبھال لیجیے گا۔ میں آپ کا فیصلہ سننے آیا ہوں تاکہ آپ کے بارے میں حورین اور ماما سے بات کر سکوں۔" گمبھیر لہجہ اس کے اندر اتر گیا۔
اس کے لب کانپ کر رہ گئے۔
"میں منتظر ہوں ماہا۔ دیکھیے انکار مت کیجیے گا۔"
"کیا آپ خاموشی کی زبان نہیں جانتے؟"
وہ اتنا ہی کہہ سکی۔ اس کے لیے اس شخص کا سامنا دوبھر ہو گیا۔
"مطلب اقرار۔" وہ ایسے خوش ہو گیا جیسے اسے دنیا کی ساری دولت مل گئی ہو۔
اندر حورین چائے لے آئی۔
"بہت خوش نظر آ رہے ہیں ایاز بھائی۔ کیا کوئی خزانہ مل گیا۔"
حورین نے چائے بناتے ہوئے پوچھا۔
"خزانے سے بھی زیادہ۔"
ماہا وہاں سے اٹھ گئی۔ وہ جانتی تھی۔ اب یقیناً گفتگو میں اس کا ذکر آئے گا۔
"ایسی کیا بات ہے ایاز بھائی۔ جس نے آپ کے چہرے پہ خوشیوں کے پھول کھلا دیے۔"
"حورین! پہلے یہ بتاؤ ماہا کیسی لڑکی ہے۔"
"ٹھیک ہے۔" اس نے گول مول جواب دیا۔
"اگر میں اسے تمہاری بھابی بنانے کا سوچوں تو؟"
ایاز کی بات پہ حورین کے ہاتھوں سے کپ چھوٹتے چھوٹتے بچا۔
اس کے خوبرو اور لائق فائق بھائی کے لیے ایسی لڑکی کا انتخاب، جو اسے ایک آنکھ نہیں بھاتی۔ جو ہر لمحے، ہر ساعت اس کے سر پہ سوار رہتی ہے۔ ہر ایک اسے ترجیح دیتا ہے۔ شاہ زیب اسی کے گن گاتے ہیں اور اب ایاز بھی۔ وہ اس لڑکی کو اپنی زندگی سے دور کر دینا چاہتی تھی۔ جس کا اس گھر پہ راج ہے۔ گھر کی بہو ہوتے اسے کوئی نہیں پوچھتا۔ ہر معاملے میں ماہا کی پسند چلتی ہے۔ اس کی رائے کو اولیت دی جاتی ہے۔ وہ اس کی صورت دیکھنا نہیں چاہتی اور ایاز بھائی اسے اس کی بھابی بنانے کا سوچ رہے ہیں۔ ہرگز نہیں۔
وہ ایسا تاحیات نہیں ہونے دے گی۔
"تم نے جواب نہیں دیا حورین۔ میری پسند تمہیں کیسی لگی۔"
ایاز اسے بغور دیکھ رہا تھا۔
"بات یہ ہے ایاز بھائی کہ آپ نے غلط لڑکی کا انتخاب کیا۔ شاید آپ کو علم نہیں شاہ زیب کبھی اس کی بات کہیں طے کر چکے ہیں۔ شاید عنقریب اس کی منگنی بھی ہو جائے۔"
"کیا؟" ایاز کو لگا جیسے اس کے قریب کوئی گولا زور سے پھٹا ہے۔
وہ لڑکی جو رگ جاں کے قریب محسوس ہوئی،

وہ آپ نہیں مل سکتی۔

"افسوس آپ نے فیصلے میں دیر کر دی۔ ورنہ مجھے ماہا کو اپنی بھابی کے روپ میں دیکھ کر بے حد خوشی ہوتی۔ خیر جانے دیں اس قصہ کو۔ میں آپ کے لیے ماہا سے بھی پیاری لڑکی ڈھونڈوں گی۔ اور"

وہ کہہ رہی تھی۔

اسے اندازہ تھا کہ اس کے جھوٹ سے ایاز بھائی کو بے حد دھچکا لگا ہے۔ مگر اسے اس لڑکی سے کوئی لگاؤ نہیں تھا جس کا اس کی زندگی میں عمل دخل تھا۔ اور۔

"اچھا میں چلوں" وہ ایک دم ہی جانے کو اُٹھ کھڑا ہوا۔

"چائے تو پی لیں"

"دل نہیں چاہ رہا" اس کی براؤن آنکھوں کی روشنیاں دھیمی پڑ گئی تھیں۔ اور چہرے پہ اضطراب کی پرچھائیاں تھیں۔

"شاید میں اسی ہفتے لندن کی سیٹ بک کروا لوں"

"مگر ابھی تو آپ کہہ رہے تھے کہ آپ نے اپنی چھٹیاں بڑھوائی ہیں"

"کیا بچا ہے یہاں جو رکوں۔ جس مقصد کے لیے یہاں رہنا چاہتا تھا، وہ مقصد ہی ختم ہو گیا تو یہاں رکنا بے کار ہے۔ اور"

"ایاز بھائی! اس دنیا میں ماہا سے بھی اچھی لڑکیاں ہیں"

"مگر ان میں سے ایک بھی ماہا نہیں"

وہ بجھے بجھے چہرے کے ساتھ باہر نکل گیا۔ لمحہ بھر کو حورین کو افسوس ہوا۔ اس کے جھوٹ نے بھائی کی ساری خوشیوں کو ملیا میٹ کر دیا۔ کوئی بات نہیں، چند دن اداس رہنے کے بعد وہ خود ہی سنبھل جائیں گے کم از کم وہ لڑکی تو ان کی زندگی میں داخل نہیں ہو گی جس سے اُسے چڑ ہے۔ وہ یہاں سکون سے نہیں تو وہ کیوں سکون سے رہے۔ مگر اُسے کیا بے سکونی تھی یہاں؟

ان سب سے فاصلے اس نے خود رکھے تھے ورنہ وہ سب اُسے بے حد چاہتے تھے سالی اس کا بے حد خیال رکھتی تھیں۔ ماہا اس کے آگے پیچھے ہوتی تھی۔ اور ثروت بھی۔ اور۔

وہی غلط ہے۔

وہی ہر وقت کمرے میں بند رہتی ہے گھر کے کسی کام سے اُسے دلچسپی نہیں۔ اس نے کبھی ماہا اور ثروت سے محبت نہیں کی۔ کبھی ساس کی دل سے عزت نہیں کی۔ کہیں آنے جانے کے لیے اس نے ساس سے اجازت لینے کا دردِ سر رکھا ہی نہیں۔

وہ اپنی دوستوں سے ملنے بے دھڑک آتی جاتی تھی۔ انہیں اپنے گھر میں بلاتی۔

امی نے بھی کبھی مداخلت نہیں کی۔

نہ ہی کبھی اُسے گھر کے کاموں میں دلچسپی لینے کو کہا۔

پھر بھی وہ یہاں خوش نہیں تھی۔ اُسے اپنا الگ گھر چاہیے تھا۔ جہاں اس کے اور شاہ زیب کے سوا کوئی اور نہ ہو۔ جہاں محض اس کی حکمرانی ہو۔ اس کا راج ہو۔

اس روز حورین اپنی دوست کی طرف جانے کی تیاری کر رہی تھی۔ جبکہ ثروت کے لیے چند مہمان گھر آ رہے تھے۔ لڑکا اچھی پوسٹ پہ تھا۔ خوش شکل تھا۔ امی کو وہ لوگ بے حد پسند تھے۔ وہ چاہتی تھیں ان کے اخلاق اور محبت سے متاثر ہو کر ان لوگوں کے پاس انکار کی کوئی گنجائش نہ بچے۔ اسی لیے وہ حورین کے کمرے میں آ گئیں۔

"حورین! کہیں جا رہی ہو بیٹا؟"

"جی امی۔ اپنی دوست کی طرف"

"اگر آج نہ جاؤ تو اچھا ہے"

"کیوں امی"

"ثروت کو دیکھنے چند لوگ آ رہے ہیں۔ میں چاہتی ہوں تم گھر میں رہو۔ ماہا کے ساتھ مل کر کچن میں چند چیزیں تیار کر لو۔ لوگ گھر کے طریقے سلیقے اور خوش اخلاقی سے بے حد متاثر ہوتے ہیں۔ میں چاہتی ہوں وہ ہمارے گھر کا اچھا امپریشن لے کر جائیں"

"امی! ان سب میں میرا بیٹھنا کوئی ضروری تو نہیں۔"
اس نے منہ بنایا۔
"بالکل ضروری ہے۔ بڑی بہو ماں جیسی ہوتی ہے۔ ثروت اور ماہا کے رشتوں کے لیے تم آگے نہیں بڑھو گی تو کیا میں اکیلی ان دونوں کے فرائض ادا کر پاؤں گی۔ اپنی دوست کی طرف تم پھر کبھی چلی جانا۔ فون پر اس سے معذرت کر لو۔"
امی اس کے چہرے کے بگڑے نقوش نظر انداز کرتے ہوئے باہر نکل گئیں۔
حورین نے غصے سے ہاتھ میں پکڑا ہینڈ بیگ دیوار پر دے مارا۔
"یہ بھی کوئی زندگی ہے۔ ہر بات میں ان کے حکم کے منتظر رہو۔ یہاں تو میں اپنی مرضی سے سانس بھی نہیں لے سکتی۔ یہاں نہ جاؤ۔ وہاں نہ جاؤ۔ میں قیدی ہوں یہاں۔ وہ لوگ ثروت کو دیکھنے آ رہے ہیں، مجھے نہیں۔ کیا میں پھونک مار کر ان کے دلوں میں ثروت کے لیے پسندیدگی پیدا کر دوں گی۔ اونہہ۔"
وہ اوندھے منہ بیڈ پہ گر گئی۔
شاہ زیب آفس سے لوٹے تھے۔ اس کا بگڑا موڈ دیکھ کر وہ قریب آ گئے۔ نہ وہ گیٹ پہ ان کے استقبال کے لیے موجود تھی۔ نہ ہی اس نے مسکرا کر ان کا بریف کیس تھاما۔
"خیریت؟" وہ منہ پھلائے چپ رہی۔
"کیا ہوا؟"
"آپ کو اس سے کیا۔ چاہے اس گھر میں میرا دم ہی گھٹ جائے۔"
"خدا نہ کرے۔ کیسی باتیں کر رہی ہو۔"
"مجھے اتنا بتا دیں شاہ زیب میں اس گھر میں کب تک اپنی تذلیل برداشت کروں۔ آج تو حد کر دی امی نے۔"
وہ روٹھے انداز میں بولی۔
"کیا کہا امی نے؟"
"آج ثروت کو چند خواتین دیکھنے آنے والی ہیں۔ میں نے سوچا اس گھر کی بہو کی حیثیت سے ان سب میں میرا موجود ہونا لازمی ہے۔ اس لیے میں تیار ہو گئی۔ مگر امی نے اندر آ کر مجھے ڈرائنگ روم میں آنے سے منع کر دیا۔ آپ ہی بتائیں شاہ زیب۔ وہ مجھے سب کے لیے اجنبی بنانے پر کیوں تلی ہیں۔ شاید وہ میرے وجود کو ابھی تک تسلیم نہیں کر پائیں۔ وہ نہیں چاہتیں کہ میں سب میں گھل مل بیٹھوں۔ ان کے جاننے والوں سے گھلوں ملوں۔" وہ رونے لگی۔
شاہ زیب چپ ہو گئے۔
واقعی امی نے اچھا نہیں کیا حورین کو مہمانوں کے درمیان آنے سے منع کر کے۔
پتا نہیں امی اتنی عقل مند ہونے کے باوجود ایسی غلطیاں کیوں کرنے لگی ہیں۔ کیوں وہ ایک بہو کو سنبھال نہیں پا رہیں۔ کیوں حورین اور اپنے درمیان فاصلے رکھنا چاہتی ہیں۔
"اچھا چلو جانے دو اس قصے کو۔"
"کیسے جانے دوں۔ آپ کے لیے یہ معمولی بات ہو گی مگر میں نے اپنی بڑی تذلیل محسوس کی ہے۔ آپ کو کیا پتا اس گھر میں میرے ساتھ کیا سلوک ہوتا ہے۔ آپ تو سارا دن گھر سے باہر ہوتے ہیں۔ مگر اس جہنم میں مجھے تنہا جلنا پڑتا ہے۔"
حورین میں گھر والوں کے رویے سے شرمندہ ہو لیا۔
"پلیز تم دل چھوٹا نہ کرو۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔"
"کیا میری موت کے بعد؟"
"پلیز حورین! یوں آنسو مت بہاؤ۔ میں امی سے بات کروں گا۔ تم ڈرائنگ روم میں چلی جانا۔ تمہیں کوئی نہیں روکے گا۔"
"نہیں شاہ زیب۔ میں امی کی حکم عدولی نہیں کر سکتی۔"
"آل رائٹ۔ جیسے تمہاری مرضی۔"
مہمان خواتین آ گئیں تو ماہا بلانے چلی آئی۔
"بھابی مہمان آ گئے۔ آپ ڈرائنگ روم میں

چلیں؟"
"کیوں بلانے آئی ہو اسے؟"
حورین کے بجائے شاہ زیب نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔
ماہا نے حیرانی سے بھائی کی طرف دیکھا۔ ان کے تیور بدلے ہوئے تھے۔
"میں بھی نہیں بھائی!"
"جب اس گھر میں حورین کو اجنبی سمجھا جاتا ہے تو اسے اپنے ملنے والوں کے درمیان گھسنے کی کیا ضرورت ہے۔ کم از کم مجھے امی سے اس تفریق کی توقع نہیں تھی وہ جیسا سلوک تم سے اور ترنم سے روا رکھتی ہیں۔ ویسا سلوک حورین سے نہیں برتتیں۔ انہوں نے حورین کو کبھی اپنی بیٹی سمجھا ہی نہیں۔ اگر سمجھتیں تو اس پر پابندیاں نہ لگاتیں۔ کیا تھا اگر وہ مہمانوں میں جا بیٹھتی تو۔؟۔ لوگ تو اپنی بہوؤں کو خود آگے کرتے ہیں۔ مگر یہاں۔"
شاہ زیب کی ساری باتیں ماہا کے سر سے گزر گئیں۔
"آپ غلط سمجھ رہے ہیں بھائی۔ امی نے تو حورین بھابی کو خود مہمانوں میں۔"
"میں تفصیل میں جانا نہیں چاہتا۔ جو ہو چکا سب میرے علم میں ہے۔"
"پتا نہیں آپ کیا کہہ رہے ہیں۔"
"تم جاؤ اب۔"
"بھابی آپ بھی چلیں۔"
"یہ کہیں نہیں جائے گی۔"
"امی انتظار کر رہی ہیں۔ اور۔"
"ماہا زیادہ بحث کی ضرورت نہیں۔ انہوں نے خود حورین کو مہمانوں کے سامنے آنے سے منع کیا ہے۔ پھر تم کس لیے اسے بلانے آئی ہو۔ اگر امی حورین کے نہ آنے کے بارے میں پوچھیں تو کہہ دینا۔ میں حورین کو گھمانے لے گیا ہوں۔ چلو حورین۔ اٹھو۔"
شاہ زیب نے گاڑی کی چابی اٹھائی۔
"بھائی! آپ ہی بھائی کی غلط فہمی دور کریں۔"
ماہا نے خاموش بیٹھی حورین کو مخاطب کیا۔

"یہاں جو ناانصافی میرے ساتھ ہوتی ہے۔ کیا اس پر انہیں بولنے کا کوئی حق نہیں۔ آخر کب تک ایسا چلے گا ماہا۔"
وہ شاہ زیب کے ساتھ باہر نکل گئی۔
ماہا انہیں ہکا بکا جاتے دیکھتی رہی۔
یہ شاہ زیب بھائی کو کیا ہوا۔؟ ان کی نگاہیں کیوں بدلی تھیں۔؟
یہ حورین بھابی کس ناانصافی کا ذکر کر رہی تھیں۔؟۔
مہمانوں کے جانے کے بعد امی ماہا کے کمرے میں آگئیں۔
"حورین کو کیوں نہیں بلایا تم نے۔"
"وہ بھائی کے ساتھ گھومنے گئی ہیں۔"
"گھومنے۔" امی نے حیرت سے کہا۔
"میں نے اسے مہمانوں کے سامنے آنے کو کہا تھا۔ یہ احساس ہے اسے تیدوں کا۔ میں پوچھتی ہوں اگر اس کی اپنی بہن کا رشتہ ہوتا تو کیا وہ یوں چلی جاتی۔ اتنی اہمیت دی ہے اس نے میرے حکم کو۔ اپنی دوست کی طرف رہ گئی۔ شاہ زیب کے ساتھ باہر نکل گئی اور۔"
"امی آپ نے خود ہی منع کیا تھا بھابی کو۔ ڈرائنگ روم میں آنے سے۔" ماہا بولی۔
"کیا کہہ رہی ہو۔ میں بھلا کیوں اسے منع کرنے لگی۔"
"شاہ زیب بھائی بھی یہی کہہ رہے تھے۔ وہ خفا تھے۔ اسی لیے بھابی کو لے کر باہر نکل گئے۔"
ماہا کی باتوں نے امی کو پریشان کر دیا۔
"یہ غلط فہمی شاہ زیب کے ذہن میں کس نے بٹھائی۔؟۔
شاہ زیب آئے تو اسے میرے کمرے میں بھیجنا ماہا۔"
"جی امی۔" ماہا بولی۔
امی جانے کو مڑیں۔
"امی وہ خروت کے رشتے کا کیا ہوا۔"
"انہیں خروت پسند ہے۔ جلد ہی منگنی کی رسم ادا ہو جائے گی۔"

ماہا خوش ہو گئی۔ وہ ثروت کے کمرے میں آئی۔

"مبارک ہو۔"

"کس بات کی؟"

"عنقریب آپ کی منگنی ہونے والی ہے۔"

"اچھا۔" وہ ایسے بولی جیسے کوئی غیر اہم خبر سنی ہو۔

"ارے بھئی ہنسو بولو۔ یہ سنجیدہ سی صورت کیوں بنائے بیٹھی ہو۔"

"تو کیا بھنگڑا ڈالوں۔"

"وہ تم اپنی منگنی والے روز ڈالنا۔"

ماہا نے منہ ٹیڑھا کیا تو وہ ہنس دی۔

ماہا کو شاہ زیب بھائی کی واپسی کا انتظار تھا۔ ان کی گاڑی پورچ میں آن رکی تو وہ باہر نکل آئی۔

"بھائی آپ کو امی بلا رہی ہیں۔"

"اتنی رات گئے۔" خورین کا لمحہ بھر کو منہ بنا۔

"بھری تو نہ گئے گا۔ آپ کو صبح آفس بھی جانا ہے۔"

وہ اپنے کمرے کی طرف چلی گئی۔

شاہ زیب امی کے کمرے میں آگئے وہ ان کی منتظر تھیں۔

"آپ نے بلایا امی۔"

"شاہ زیب! تمہیں تو علم نہ تھا مگر حورین کو معلوم تھا آج ثروت کو دیکھنے کے لیے چند مہمان آرہے تھے۔ مگر اس نے پروا نہیں کی اور میرے روکنے کے باوجود وہ تمہارے ساتھ گھومنے نکل گئی۔ حالانکہ وہ اپنی سہیلی کی طرف جا رہی تھی۔ اور۔"

"امی ایک بات بتائیں۔ آخر آپ حورین پہ پہرے کیوں بٹھانا چاہتی ہیں۔" شاہ زیب بولے۔

امی کو دھچکا لگا۔

کم از کم انہیں شاہ زیب سے ایسی بات کی توقع نہیں تھی۔ تو آج وہ اس قابل ہو گئے کہ ماں کے سامنے سر اٹھائیں۔ ان کے سامنے زبان چلائیں۔ یہ شہ انہیں کس نے دی۔

وہ بہت کچھ سمجھتے ہوئے بھی سمجھنا نہیں چاہ رہی تھیں۔

"میں نے آج تک حورین کی کسی بات میں دخل نہیں دیا۔ وہ کہاں آتی جاتی ہے۔ کبھی اس بات کی کھوج نہیں رکھی۔ آج اگر میں نے اسے ثروت کے لیے اس کی دوست کی طرف جانے سے منع کر دیا تو افسانے بننے لگے۔ کیا اس کا فرض نہیں وہ بہو کی حیثیت سے اپنی ذمہ داریاں سنبھالے۔ اور۔"

"رہنے دیں امی۔ اگر فرائض کی بات آئی تو بہت سے پول کھل جائیں گے۔"

"کیسے پول۔"

"میں خوب جانتا ہوں امی اس گھر میں کون سی سیاست کھیلی جا رہی ہے۔ حورین سانس بھی لے تو اس کی رپورٹ آپ تک پہنچ جاتی ہے۔"

"کون پہنچائے گا رپورٹ۔"

"ماہا، ثروت اور کون۔"

"شاہ زیب وہ تمہاری بہنیں ہیں۔ ان پر الزام تراشی کرتے تمہیں شرم آنی چاہیے۔ ماہا بے چاری وہ تو حورین پہ جان دیتی ہے۔ بھلا وہ مجھے کیوں رپورٹیں دینے لگی اور ثروت۔ وہ خود میں مگن رہنے والی لڑکی ہے۔ اور۔"

"وہ آپ کی بیٹیاں ہیں۔ اس لیے آپ وکالت کر رہی ہیں۔ اتنا سوچیں۔ حورین بھی کسی کی بیٹی ہے وہ اپنا گھر بار چھوڑ کر یہاں اس لیے نہیں آئی کہ اس سے غیریت برتی جائے۔ اس سے ناانصافی کی جائے۔"

اس کی باتوں سے امی کو جیسے صدمہ پہنچا۔ وہ کبھی ان کے سامنے سر نہیں اٹھاتا تھا۔ وہ ان کا فرمانبردار بیٹا تھا۔ آج اس کا بت پاش پاش ہو گیا۔ اس کی آنکھوں پہ پٹی بندھ گئی ہے کیا۔ جو وہ حقیقت کو کچھ نہیں پا رہا۔

"شاہ زیب! تمہاری آنکھوں پر پٹی بندھ چکی ہے اس لیے تمہیں اصلیت دکھائی نہیں دے گی۔"

"امی پلیز۔ اگر آپ چاہتی ہیں کہ ہم یہاں سکون سے رہیں تو اپنے رویے بدلیں۔ ورنہ میں کچھ اور سوچنے پہ مجبور ہو جاؤں گا۔"

وہ یہ کہہ کر چلے گئے۔ امی نے دونوں ہاتھوں سے

دل تھام لیا۔

"امی یہ ماہا دروازے پہ ہی کھڑی تھی۔ اس نے لپک کر امی کو تھام لیا۔

"یہ شاہ زیب" امی بات مکمل نہیں کر پائیں۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا امی۔ ایک دن ان کی آنکھیں کھل جائیں گی۔ آپ پلیز خود کو سنبھالیں۔ اگر آپ کو کچھ ہوا تو میں اور ثروت جیتے جی مر جائیں گے۔"

"ماہا! وہ کہتا ہے۔ ہمارے رویے غلط ہیں۔" ان کے لبوں سے لرزتے ہوئے نکلا۔

"جو کچھ بھابی نے انہیں بتایا۔ وہ اسی بنیاد پہ سب کہہ گئے ہیں۔ آپ فکر نہ کریں۔ جھوٹ کی منت قلیل ہوتی ہے۔"

"تم جانتی ہو ناں ماہا۔ حورین نے ہمیشہ اپنی من مانی کی ہے۔ ہم سب اس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر اس نے غلط باتیں شاہ زیب کے کانوں میں کیوں ڈالیں۔ کیا چاہتی ہے وہ؟"

امی بہت دکھی ہو رہی تھیں۔

ماہا کو بھی دکھ ہوا۔

وہ بھابی جسے انہوں نے بھتیجی کا پھول بنا کر رکھا۔ ان کا ایسا روپ؟

تو کیا انیلا کی باتیں سچی ہیں۔

انیلا کی بھابی نے بھی تو ان کا گھر جہنم بنا دیا اور۔

صبح ناشتے کی میز پر حورین بڑے دھڑلے سے براجمان تھی۔ اپنے ہاتھوں سے شاہ زیب کو سلائس پہ مکھن لگا کر دے رہی تھی ان کے لیے چائے بنا رہی تھی۔

ماہا اندر آئی۔ تو ان دونوں کو بیٹھا دیکھ کر جانے کو پلٹی۔

"ماہا۔ امی ناشتے کے لیے نہیں آئیں؟" شاہ زیب نے پوچھا۔

"ان کی طبیعت خراب ہے۔"

"کیا ہوا انہیں؟" ماہا کو ان کے انجان بننے پہ غصہ آ گیا۔

"نزہ بروسے کر انجان بننے کی ادا کہاں سے سیکھی آپ نے؟" وہ چلی گئی۔

حورین نے منہ بنایا۔

"دیکھا آپ نے ماہا کا تیکھا انداز۔ یہ اسی طرح مجھ سے مخاطب ہوتی ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ بدتمیزی سے مجھ سے پیش آتی ہے۔ حالانکہ میں اس کی قدر کرتی ہوں۔ اسے چاہتی ہوں مگر وہ بہرحال بھی وہ نند جو ہوئی اس کا رعب تو مجھ پہ رہنا ہی چاہیے۔"

"یہ وقت ایسی باتوں کا نہیں حورین۔ امی کی طبیعت خراب ہے۔"

شاہ زیب امی کے کمرے میں آ گئے۔

حورین بھی پیچھے آ گئی۔ شاہ زیب کو دکھانے کے لیے اس نے امی کا سر دبایا۔ ان کے لیے پانی میں گلوکوز ملا لائی۔

"امی محض کمزوری کے باعث آپ کی ایسی حالت ہے۔ میں آج اپنے ہاتھوں سے آپ کے لیے یخنی بناؤں گی۔ اور ساتھ میں پھیکے چاول۔"

حورین کے لہجے میں لگاوٹ تھی۔

امی کچھ نہ بولیں۔ چپ چاپ آنکھیں موندے پڑی رہیں۔

اس لڑکی کا کون سا روپ سچا ہے؟

"لائیں امی میں آپ کی ٹانگیں دبا دوں۔"

"رہنے دو بہو۔"

"کیوں رہنے دوں۔ آپ میری بزرگ ہیں۔ آپ کی خدمت میرا فرض ہے۔ اگر ماہا آپ کی ٹانگیں دباتی۔ آپ کی خدمت کرتی تو کیا آپ اسے منع کرتیں۔ اگر میری طرف آپ کے دل میں کوئی خفگی ہے تو پلیز اس خفگی کو نکال دیں۔ میں اپنی کوتاہی کی معافی مانگنے کو تیار ہوں۔"

شاہ زیب اس کی مکاری کو فرمانبرداری اور سعادت مندی سمجھتے رہے۔ بھلا اس جیسی بہو ان کو سارے زمانے میں ملتی۔ وہ ان سب کے غلط رویے کے باوجود امی کی خدمت کرنا چاہتی ہے۔ اپنے حسن سلوک سے ان کا دل جیت لینا چاہتی ہے۔

اگر حورین بھی محاذ آرائی پہ ڈٹ جاتی تو ان کے لیے اس گھر میں سانس لینا بے حد دشوار ہو جاتا۔

وہ دیکھ رہے تھے۔
حورین امی کو اپنے ہاتھوں سے سوپ پلاتی ہے، ان کے بالوں میں کنگھی کرتی ہے۔ ان کے بستر کی چادر بدلواتی ہے۔ وہ کبھی ان کا سر دبانے لگتی۔ بیٹھ جاتی۔ یا کبھی انہیں اخبار پڑھ کر سناتی۔

"آپ نے دیکھا امی۔ حورین کتنی اچھی ہے۔"
شاہ زیب بولے۔
اس کی خدمت گزاری سے امی کے دل میں آیا میل دھل گیا تھا۔
"ہماری بھابی ہیں ہی بہت اچھی اس میں کیا شک ہے۔" ماہا بھی بول اٹھی۔
"بھابی آپ اتنی تھکی ہوئی ہیں۔ میں آپ کے سر میں تیل لگا دوں۔"
ماہا کتنی دیر اس کے سر میں تیل کی مالش کرتی رہی۔
اس دوپہر ماہا لاؤنج میں تھی۔ جب فون کی گھنٹی بجی۔
"ہیلو۔" دوسری جانب ایاز تھا۔
"آپ۔" اس کے دل کی دھڑکنیں منتشر ہوگئیں۔
"کیسی ہو ماہا؟"
"ٹھیک ہوں۔" اس کی آواز کی گھمبیرتا اس کے اندر سنسناہٹ سی دوڑا دیتی تھی۔
"ماہا میں نے تمہیں یہ بتانے کے لیے فون کیا ہے کہ اس ہفتے میری لندن کی سیٹ کنفرم ہوگئی ہے۔"
ایاز کی بات پہ وہ بجھ گئی۔
"آپ اتنی جلدی جا رہے ہیں۔ واپس کب لوٹیں گے۔"

"شاید کبھی نہیں۔"
"کیوں؟"
"یہاں اب کیا باقی بچا ہے سب ختم ہوگیا۔ دل کی دنیا بننے بھی نہیں پائی تھی کہ اجڑ گئی۔ میرے لیے اپنے بکھرے وجود کو سمیٹنا مشکل ہوگا۔ مگر میں کوشش کروں گا کہ تمہیں بھلا سکوں۔ کیا کیا جو تم سے ملے تو کہتے ہیں کتاب پڑھتے ہیں وہ ہم سے جدا ہو گئے۔"

ایاز کی ایک بات بھی اس کے پلے نہ پڑی۔
"آپ کہنا کیا چاہ رہے ہیں؟"
"میرے لیے ان ساری باتوں کو دہرانا تکلیف دہ ہے ماہا۔ بس اتنا کہوں گا۔ تم جہاں رہو خوش رہو۔ آباد رہو۔ تمہاری نئی زندگی کی ابتدا ہونے کو ہے۔ آج کے بعد میں کبھی ڈسٹرب کرنے نہیں آؤں گا۔ خدا حافظ۔"
فون بند ہوگیا۔
ماہا کتنی دیر ریسیور ہاتھ میں تھامے ساکت بیٹھی رہی۔
اس کی طرف قدم بڑھانے میں پہل بھی اسی شخص کی جانب سے ہوئی تھی اور اب پیچھے ہٹنے کی پہل بھی۔ بنا کسی وجہ کے وہ اس کی زندگی سے کیوں نکل جانا چاہتا ہے۔
اس کا قصور کیا ہے آخر۔؟

"کس کا فون تھا؟"
حورین سامنے آگئی۔
"کسی کا بھی نہیں۔" اس کا چہرہ اترا ہوا تھا اور آنکھوں میں ویرانی پھیلی تھی۔
"میں جانتی ہوں ایاز بھائی سے تمہاری بات ہوئی ہے۔"
حورین نے دوسرے فون پر ساری گفتگو سن لی تھی۔
"نہیں تو۔"
"کب تک چھپاؤ گی ماہا۔ ایسی باتیں پوشیدہ نہیں رہ سکتیں۔ میں جانتی ہوں ایاز بھائی تمہیں پسند ہیں۔ ہو سکتا ہے وہ بھی تم میں دلچسپی لیتے ہوں۔ مگر تم دونوں کی راہ میں ایک رکاوٹ حائل ہے اور اس کا نام مارتھا ہے۔ لندن میں بھائی نے اس سے نکاح کر رکھا ہے۔ اسی لیے وہ واپس جانے پہ مجبور ہیں اور۔"
حورین کی باتوں سے اسے تکلیف محسوس ہوئی۔
"لیکن وہ تو کچھ اور کہہ رہے تھے۔ وہ تو۔"
"تم کیا سمجھتی ہو۔ محبت کرنے والے ایک

دوسرے کو برباد دیکھ سکتے ہیں۔ وہ اسی لیے تمہاری زندگی سے نکل جانا چاہتے ہیں تاکہ تم بھی سکون سے اپنا گھر بسا سکو۔ وہ تمہیں اپنے گھر ہنستا بستا دیکھنا چاہ رہے ہیں۔ ماہا۔ اگر درمیان میں ماہا نہ ہوتی تو میں تمہاری شادی ایاز بھائی سے ضرور کرا دیتی۔

مگر یہ سب قسمت کے کھیل ہیں۔"

وہ کہتی رہی۔

ماہا کی پلکوں سے ستارے ٹوٹ کر بکھرتے رہے۔

جب کوئی اور اس کی زندگی میں تھی تو اس کی طرف قدم بڑھانے کی ضرورت کیا تھی۔ کیوں اسے نئے جذبوں سے آشنا کر کے اس کے دامن میں کانٹے بھر دیے۔ کیوں اسے دکھ سونپ دیے۔ کیوں اس کا جیون اندھیروں کی نذر کر دیا۔

"محبت سے کام لو ماہا۔ یوں جذباتی نہیں بنتے۔"

"میں ٹھیک ہوں بھابی۔"

اس نے اپنی آنکھیں بے دردی سے رگڑ ڈالیں۔

شام کو حورین نے شاہ زیب کے کان بھرے۔

"شاہ زیب اس گھر میں رہ کر میں تو ناانصافی برداشت کر سکتی ہوں۔ مگر کیا میرے گھر کے دوسرے افراد بھی اس کا مزا چکھیں گے۔"

"کیا مطلب؟"

"میں ایاز بھائی کی بات کر رہی ہوں۔ وہ لندن سے خوش خوش آئے تھے۔ مگر ماہا کے ہاتھوں بے وفائی کا زخم کھا کر جا رہے ہیں۔ اگر ماہا اپنے جذبوں میں سچی نہیں تھی تو اس نے ایاز بھائی کی طرف قدم کیوں بڑھائے۔ کیوں ان کی زندگی برباد کر دی۔ ہم کسی بھی لڑکی سے ان کی شادی کر دیتے۔ مگر ماہا۔ اس نے انہیں اپنی جھوٹی محبت کے فریب میں گرفتار کر کے کہیں کا نہیں رکھا۔ میں خوش تھی کہ دو دلوں کا گھر بس جائے گا۔ مگر جب میں نے ماہا سے بات کی تو اس نے رکھائی سے انکار کر دیا۔ صاف کہہ دیا کہ ہر محبت کا انجام شادی نہیں ہوتا۔"

"ماہا ایسی لڑکی نہیں ہے حورین۔"

شاہ زیب کے کانوں کے قریب جیسے شہنائیاں ہو رہی تھیں۔

"میں نے کب کہا وہ بری لڑکی ہے۔ مگر اس کی اس حرکت نے ایاز بھائی کو بہت دل برداشتہ کر دیا ہے۔ وہ لندن واپس جا رہے ہیں۔"

حورین بڑا گھناؤنا کھیل، کھیل رہی تھی۔

شاہ زیب ہرگز کانوں کے کچے نہیں تھا۔ مگر حورین ان کی بیوی تھی۔ وہ دیکھ چکے تھے وہ اس گھر کی خیر خواہ ہے۔ وہ اس گھر کے کسی فرد کا برا نہیں چاہتی۔ اسے ماہا سے بہت محبت ہے۔ ماہا نے یقیناً کوئی ایسی گری ہوئی حرکت کی ہو گی۔ جب ہی اس کی زبان نے اتنا کچھ اگلا۔

"میں ماہا سے پوچھوں گا۔"

وہ سخت لہجے میں بولے۔

"نہیں شاہ زیب ماہا سے بات کرنا مناسب نہیں ہو گا۔ جب یہ کہانی ختم ہی ہو گئی تو اسے دوبارہ کیا شروع کرنا۔ میں نہیں چاہتی شاہ زیب کہ ماہا ساری زندگی آپ کے سامنے سر نہ اٹھا سکے۔ وہ آپ کی بہن ہے۔ آپ کی نگاہوں میں اس کی عزت برقرار رہنی چاہیے۔ میں ماہا کی دل آزاری ہرگز نہیں چاہوں گی۔ اصل معاملے کا آپ کو علم ہونا لازمی تھا اس لیے آپ سے بات کر لی۔"

"حورین تم کتنی عظیم ہو۔ ماہا نے ایاز کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا اور تم پھر بھی اس کی عزت میری نگاہوں میں برقرار رکھنا چاہتی ہو۔ حورین تمہاری عظمت کو میں سلام کرتا ہوں۔"

وہ بھاری آواز میں بولے۔

حورین مکاری سے مسکرا دی۔

نفرت کا ایک اور بیج کامیابی سے شاہ زیب کے دل میں بو چکی تھی۔

وہ جانتی تھی۔ جب یہ ساری باتیں ملا کر بیٹھیں گی تو جیت اس کی ہو گی۔ اور۔

"میں آپ کے لیے چائے بنا لاؤں؟"

"نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں۔"

"آپ اس بات کو اپنے ذہن پہ سوار مت کریں شاہ زیب۔ جو ہونا تھا ہو چکا۔ یوں ملال سے کیا فائدہ۔ میں آپ کے لیے ابھی سی چائے بنا کر لاتی ہوں۔ آپ جب تک کپڑے بدل لیں۔"

حورین چائے بنانے چلی گئی۔

ثروت کی منگنی کے لیے لڑکے والوں نے ڈیٹ دے دی۔ وہ اسی ہفتے رسم کروانا چاہتے تھے۔ امی کو بھلا کیا اعتراض ہوتا! انہوں نے تیاریاں شروع کر دیں۔

حورین بھی ان کا ہاتھ بٹا رہی تھی۔ جبکہ ماہا بھی دل سے ساتھ دے رہی تھی۔

"ماہا! تمہاری بہن کی منگنی ہے۔ ہنسی خوشی کام کرو۔" حورین نے کہا۔

"میں خوش ہوں بھابی۔"

"میں تمہاری دلی کیفیت بخوبی جانتی ہوں مگر کچھ مقدر پہ بھی چھوڑ دیتے ہیں۔ ہو سکتا ہے تمہاری زندگی میں کوئی بہت اچھا جیون ساتھی لکھا ہو۔"

"یہ پردے اتار کر دھوبی کو دے دو بھابی۔" اس نے بات بدل دی۔

"ہاں۔ اور ذرا میرے ساتھ ڈرائنگ روم کی سیٹنگ بھی بدلوا دو۔"

"جی اچھا۔"

دو گھنٹوں کی محنت کے بعد وہ فارغ ہوئیں۔

حورین نے ایک طائرانہ نگاہ اپنی محنت پہ ڈالی۔ سامنے کارنس کے اوپر شاہ زیب کے والد کی تصویر لگی تھی۔ سنہرے فریم میں۔ بڑی سی تصویر۔

"یہ تصویر یہاں ڈرائنگ روم میں نامناسب معلوم ہو رہی ہے۔ کیوں نہ اسے کسی دوسرے کمرے میں لگا دیں۔"

"نہیں بھابی۔ یہ تصویر امی نے یہاں لگائی ہے۔ ایک عرصے سے یہ یہیں لگی ہے۔"

"تو کیا ہو گیا۔ یہ کون سی پتھر پہ لکیر ہو گئی کہ یہ تصویر یہاں سے ہلائی نہیں جا سکتی۔ اسے امی اپنے کمرے میں لگوائیں تو زیادہ بہتر ہے۔ ہر آنے جانے والے کی نظر پڑتی ہو گی۔ اس تصویر نے ڈرائنگ روم کی خوبصورتی ختم کر دی ہے۔ یہاں تو مونالیزا کا پورٹریٹ ہونا چاہیے۔ یا پھر کسی حسین وادی کی دلفریب تصویر۔"

"بھابی! اس تصویر سے ہماری دلی وابستگی ہے اور آپ اسے۔"

"چھوڑو فضول باتیں۔" حورین تصویر اتارنے بڑھی۔

اسی دم امی آ گئیں۔

"یہ تصویر کیوں اتار رہی ہو حورین؟"

"امی یہ یہاں اچھی نہیں لگتی۔ دیکھیے تو ڈرائنگ روم کا یہ حصہ کتنا برا لگ رہا ہے۔"

"اور حورین! تمہاری بات سے مجھے صدمہ پہنچا ہے۔" وہ اتنا ہی کہہ سکیں۔

"کمال ہے امی! ماہا بھی یہی کہہ رہی تھی۔ میں اس تصویر کو باہر پھینکنے کو تو نہیں کہہ رہی۔ صرف اس کی جگہ بدلنے کا کہہ رہی ہوں۔ مگر آپ سب میرے پیچھے پڑ گئیں۔ اگر اتنی ہی یہ تصویر پسند ہے تو اس کے تعویذ بنوا کر گلے میں لٹکا لیں۔"

امی کو اس سے اتنی بدزبانی کی توقع نہیں تھی۔ یہ تو انہوں نے آج جانا۔ اس کی زبان کو بھی ہے۔

وہ خاموشی سے مڑ آئیں۔

حورین بھی پاؤں پٹختی کمرے میں چلی گئی۔ اس گھر میں اسے اپنی مرضی کرنے کا ذرا بھی اختیار نہیں۔

منگنی والے روز ثروت پارلر سے تیار ہو کر آئی۔ منگنی کا جوڑا عدیل کے گھر والوں نے ہی بھجوایا تھا۔ ڈارک گرین کلر کا کامدار سوٹ۔

ثروت بہت پیاری لگ رہی تھی۔

حورین بھی پارلر سے تیار ہوئی۔

البتہ ماہا سادہ سی پھرتی رہی۔

"تم تیار کیوں نہیں ہوئیں۔ مہمان آنے والے ہیں" امی نے پوچھا۔

"تیار تو ہوں امی۔"

"یہ سادہ کپڑے۔ کیا ہوا ہے تمہیں لڑکی۔ دل بدنام کیے جا رہی ہو۔"

امی کو کیا پتا وہ کون سا علم اندر چھپائے ہے۔

"میں مہمانوں کو کولڈ ڈرنک دے آؤں۔"

"حورین کرے گی۔ تم تیار ہو جاؤ۔"

امی کے کہنے پہ وہ بادلِ نخواستہ کپڑے بدلنے چلی گئی۔

حورین مہمانوں کے سامنے خوش اخلاقی کا مظاہرہ کر رہی تھی۔ ہر ایک کو کولڈ ڈرنک سرو کرتے وہ تھوڑی دیر کو رک کر احوال دریافت کرتی اور آگے بڑھ جاتی۔

"ماہا کی بھابی کتنی اچھی ہیں۔ کتنی ملنسار اور خوش اخلاق۔" عدیل کی بہن عائشہ نے تعریف کی۔

"خدا ایسی بھابی ہر ایک کو دے۔ میری دعا ہے ثروت بھابی بھی اسی فطرت کی مالک ہوں۔" عدیل کی دوسری بہن بولی۔

حورین اپنی تعریف پہ اتراتی رہی۔

"میں ثروت بھابی سے ملی ہوں۔ بہت پیاری طبیعت کی مالک ہیں۔ وہ اپنی حورین بھابی سے زیادہ ہمدرد اور مخلص ثابت ہوں گی۔ تم تو جانتی ہو، میں فیس ریڈنگ میں کتنی ماہر ہوں۔ میری ریڈنگ کہتی ہے ثروت بھابی ہمارے گھر کو جنت بنا دیں گی۔"

عائشہ کی بات پر حورین کے قدم رک گئے۔ اس میں حسد کا مادہ بہت تھا۔ ثروت کی اتنی تعریف پر وہ کباب ہو گئی۔

"مانا آپ فیس ریڈنگ میں ماہر ہیں مگر بعض اوقات اندازے غلط بھی ہو جاتے ہیں۔" وہ عائشہ کی طرف گھومی۔

"وہ بھی۔"

"خدا کرے آپ نے ثروت سے جو توقعات لگائی ہیں وہ ان پر پوری اترے۔ مگر تھوڑی بہت میں آپ کی آنکھیں کھول دینا میرا فرض ہے۔ اس گھر میں اس کے ساتھ میں رہتی ہوں اس لیے مجھے اس کی فطرت کا اندازہ ہے۔ اس نے آج تک میری عزت نہیں کی۔ کبھی نرم لہجے میں مجھ سے بات نہیں کی۔ وہ بے حد چڑچڑی اور کام چور ہے۔ یہاں وہ اٹھ کر پانی کا گلاس تک نہیں پیتی تو آپ کے گھر کا انتظام کیسے سنبھالے گی۔ ذرا ذرا بات پہ غصے سے برتن پٹخنے لگتی ہے۔ اگر خلافِ مزاج بات ہو جائے تو چیخ چیخ کر آسمان سر پہ اٹھا لیتی ہے۔ خدا رحم کرے عدیل پر اور آپ پر۔ میری ان باتوں کو چغل خوری مت سمجھیے گا۔ میں آپ کی خیر خواہ ہوں۔"

حورین کی ساری باتیں عدیل کی والدہ نے بھی سن لیں اور ماہا نے بھی۔

ماہا تو اس کے بہتان پر ششدر کھڑی رہ گئی۔

جبکہ عدیل کی والدہ امی کے سامنے چلی آئیں۔

"معاف کیجیے گا مسز احمد۔ ہمیں یہ رشتہ منظور نہیں۔"

"جی کیا کہا۔" امی چونکیں۔

"صاف بات ہے۔ ہمیں اپنے گھر کے لیے آپ کی بہو جیسی خوش اخلاق، مخلص، ملنسار اور ہمدرد لڑکی چاہیے۔ آپ کی بیٹی کی طرح سے لڑاکا، بدزبان اور چڑچڑی بہو نہیں۔ مجھے اپنے بیٹے کا گھر بسانا ہے۔ اجاڑنا نہیں۔ ہماری طرف سے انکار ہے۔ اب منگنی کی رسم نہیں ہو گی۔"

امی کا چہرہ زرد پڑ گیا۔

"یہ آپ سے کس نے کہا کہ ثروت۔"

"آپ کی بہو نے۔ اور گھر کی بہو کبھی جھوٹ نہیں بول سکتی۔ میں تو اس کی شکر گزار ہوں کہ اس نے ہمیں برباد ہونے سے بچا لیا۔" وہ چلتی بنیں۔

گھر سونا ہو گیا۔

امی صدمے سے وہیں صوفے پہ ڈھے گئیں۔

حورین نے یہ کون سی دشمنی کا بدلا نکالا۔ کیا عداوت تھی اسے ثروت سے جو اس نے اس کے لیے اتنے غلط الفاظ استعمال کیے۔

"امی۔ یہ کیا ہو گیا۔"

ثروت کا روپ اجڑ گیا۔ وہ بری طرح رو رہی تھی۔

"کیا میں اتنی بری ہوں امی۔ کہ وہ لوگ مجھے ٹھکرا گئے۔ میرا کیا قصور تھا امی۔ ان کے ٹھکرانے کی کیا وجہ۔"

ملہا نے ثروت کو گلے لگا لیا۔ "صبر کرو ثروت۔"

"یہ سب حورین کی کارستانی ہے۔"

امی کو زندگی میں پہلی مرتبہ حورین پہ بے تحاشا غصہ آیا۔

"یہاں آؤ حورین۔"

"جی امی۔"

"تم نے عدیل کے گھر والوں کے سامنے ثروت کے متعلق کیا بکواس کی ہے کہ وہ لوگ منگنی کی رسم لوا کیے بغیر چلے گئے۔ میری اتنی سگھڑ بیٹی کو ٹھکرا گئے۔ کیا دشمنی تھی تمہاری ثروت سے؟"

"وہ لوگ اپنی مرضی کے مالک ہیں۔ اگر ثروت سے انہوں نے منگنی نہیں کی تو ان کی مرضی۔"

حورین لاپروائی سے بولی۔ وہ اپنی کسی حرکت پر شرمندہ نہیں تھی۔

"افسوس میں نے آستین میں سانپ پالا ہے۔ ایک ناگن کو دودھ پلاتی رہی ہوں میں۔ مجھے کیا معلوم تھا تم میری بیٹی کی خوشیاں برباد کر ڈالو گی۔ ایسا کیا برا کیا ہے ہم نے تمہارے ساتھ۔ تمہیں اس گھر میں تمہاری مرضی کے مطابق زندگی گزارنے کا اختیار دیا۔ کبھی تمہارے معاملے میں دخل اندازی نہیں کی۔ کبھی تم سے اس گھر کا بوجھ اٹھانے کو نہیں کہا۔ سارا دن تم اپنے کمرے میں گھسی رہتی ہو۔ یا پھر دوستوں کی طرف چلی جاتی ہو۔ شاہ زیب کو بھی تم نے اپنی لائن پہ لگا لیا ہے۔ تمہاری وجہ سے اس نے میرے سامنے سر اٹھانا سیکھ لیا ہے۔ اتنا سب برداشت کیا مگر اب برداشت نہیں کروں گی۔ کیا ہوتی تم جیسی ہوتی ہیں۔ بے لگام۔ بدتہذیب اور بدزبان۔"

"امی۔" شاہ زیب آگئے۔

"یہ آپ حورین سے کس قسم کی گفتگو کر رہی ہیں امی۔ میں نے حورین کی باتوں پہ کبھی کان نہیں دھرے۔ مگر آج آپ کے نازیبا الفاظ سے مجھے اس گھر میں حورین کی حیثیت کا اندازہ ہو گیا۔"

"آفرین ہے تمہارے احساس پہ۔ آتے ہی بیوی کا دم بھرنے لگے۔ یہ نہیں پوچھا۔ بہن کی منگنی تھی۔ وہ لوگ کہاں گئے۔ اس گھر میں چہل پہل کیوں نہیں ہے۔ بیٹی کی آواز بھرا گئی۔

"بھائی! شاید آپ کو علم نہیں۔ وہ لوگ منگنی سے انکار کر گئے ہیں۔"

"کیوں۔؟" شاہ زیب چونکے۔

"یہ اپنی بیوی سے پوچھو۔ میری ثروت کے متعلق اس نے کتنا زہر اگلا ہے۔ کہ وہ لوگ بدظن ہو کر چلتے بنے۔ پوچھو اس سے یہ میری بچیوں کی دشمن کیوں ہو گئی۔ کیا بگاڑا ہے انہوں نے اس کا۔" امی کے لہجے میں دکھ تھا۔

"کیوں حورین۔؟" شاہ زیب نے حورین کو دیکھا۔

وہ لمحہ بھر کو گڑبڑائی۔ پھر بات سنبھال لی۔

"یہ سب غلط ہے۔ مجھ پہ بہتان ہے۔ مجھے آپ کی نظروں سے گرانے کی چال ہے۔ آپ نے خود اپنے کانوں سے امی کو میری تذلیل کرتے سنا ہے۔ میں نے ان کے سامنے ایک بار بھی بدزبانی نہیں کی۔ کیا آپ سوچ سکتے ہیں شاہ زیب کہ میں ثروت کا برا چاہوں گی۔ میں آپ کو اصل بات بتاتی ہوں۔ عدیل ایاز بھائی کا دوست ہے۔ ایاز بھائی نے اپنے اور ماہا کے متعلق اسے بتا رکھا تھا۔ اس کی بہنوں کو بھی اس بات کا علم ہوا۔ وہ مجھ سے پوچھنے لگیں کہ جس طرح ماہا بدچلن اور دغاباز ہے۔ کیا ثروت بھی ایسی ہی ہے میں نے کہا ثروت بہت نیک لڑکی ہے۔ مگر انہوں نے میری بات پر یقین نہیں کیا۔ یہ آپ جانتے ہیں ناں شاہ زیب۔ ایک بہن کے کرتوت دوسری کو لے ڈوبتے ہیں۔ اگر ماہا کی وجہ سے وہ لوگ انکار کر گئے تو اس میں میرا کیا قصور۔ امی مجھے کیوں ناحق ڈانٹ رہی ہیں۔" وہ رونے لگی۔

دل میں وہ اپنے ذہن کو داد دے رہی تھی۔ کیسے عین موقع پر اس نے عدیل اور ایاز کو دوست ظاہر کر دیا۔ حالانکہ ایاز — اس شخص کو جانتے تک نہیں تھے۔

"یہ ماہا کا کیا قصہ ہے؟"

امی کا ذہن چکرا گیا۔

"یہ حورین کی خفت ہے کہ اس نے ماہا کے کرتوت پر پردہ ڈالے رکھا۔ اسے بدنام کرنے

کی کوشش نہیں کی۔ ایاز کے ساتھ اس نے جو کچھ کیا۔ اُسے حورین نے نظرانداز کر دیا، کوئی بہن بھائی کی بربادی برداشت نہیں کر سکتی اس نے آپ کی اتنی خدمت کی۔ یہ اس گھر کی خیرخواہ ہے اور آپ اس کو بُرا بھلا کہہ رہی ہیں۔"

"ماما! کیا شاہ زیب کی بات درست ہے۔ تیرا ایاز سے۔" امی نے ماہا کی طرف دیکھا۔

ماہا کا چہرہ بے حد زرد ہو رہا تھا۔ اور آنکھیں پھٹی کی پھٹی کھلی تھیں۔

یہ اس پر بہتان کیسا؟

اس پر ایاز کے ساتھ دغا کرنے کا الزام کیسا۔؟

یہ ساری باتیں حورین بھابی نے شاہ زیب بھائی سے کیں۔ اُف ان کی نگاہوں میں اس کی عزت دو کوڑی کی بھی نہیں رہ گئی ہو گی۔ وہ ان کی نگاہوں سے گر گئی۔

وہ ان کا سامنا کیسے کر پائے گی۔

حورین بھابی کا اتنا گھناؤنا روپ۔؟

وہ یہ سب سننے سے پہلے مر کیوں نہیں گئی۔

"جواب دو ماہا۔ کیا یہ درست ہے؟" امی نے اس کا بازو ہلایا۔

"امی۔" اس کے سوکھے لبوں سے اتنا ہی پھسلا۔ وہ اپنے کمرے کی طرف بھاگ گئی۔

"سچ کا سامنا کرنے کی ہمت نہیں اس لیے وہ بھاگ گئی۔ اب انصاف کریں۔ بتائیں کون مجرم ہے ماہا یا حورین بھابی کس کی وجہ سے انجام نہیں پائی۔ کیا اس کی قصوروار حورین ہے۔ امی بہت ہو چکا میں جان گیا ہوں۔ حورین کا آپ کی نظروں میں کیا مقام ہے۔ آپ نے آج اُسے جس طرح بُرا بھلا کہا میں برداشت نہیں کر سکتا۔

امی جب دلوں میں ایک دوسرے کے لیے میل اور کدورت ہو تو یہی بہتر ہے کہ ایک دوسرے سے الگ ہو جایا جائے۔

حورین کا اس گھر میں گزارا مشکل ہے۔ آپ کبھی اسے اپنی بہو کی حیثیت سے عزت نہیں دے پائیں گی۔ ہر نقصان کا ذمہ دار اسی کو ٹھہرائیں گی۔

اس لیے امی یہ میرا فیصلہ ہے۔ میں حورین کو لے کر علیحدہ گھر لے کر دوں۔ الگ رہ" [partly illegible]

"کیا کہہ رہا ہے؟" امی بلبلائیں۔ "تو بہن بھائیوں کو چھوڑنا چاہتا ہے۔ اس گھر سے متعلق ذمہ داریاں بھلا دیں تو نے۔ دو جوان بہنوں کا بوجھ ہے تیرے کندھوں پر۔ انہیں بیاہنے کی ذمہ داری کیا تیری نہیں۔"

"میں اپنی ذمہ داری سے منہ نہیں موڑ رہا۔ صرف اس گھر سے جدا ہو رہا ہوں۔ میں اپنے سارے فرائض خوش اسلوبی سے انجام دوں گا۔ مگر امی حورین اس گھر میں نہیں رہ سکتی۔ میں کوئی بدمزگی نہیں چاہتا۔ وہ میری عزت ہے۔ اس کی بے عزتی مجھے گوارا نہیں۔"

وہ امی کو فیصلہ سنا کر اپنے کمرے میں آ گئے حورین سامنے بیڈ پر بیٹھی آنسو بہا رہی تھی۔

"حورین تمہارے آنسو مجھے دکھ دیتے ہیں۔ میں جانتا ہوں اس گھر میں تم سے کوئی اچھا سلوک نہیں ہوا۔ میں نے کوتاہی سے کام لیا۔ ساتھ ہی تمہارے جذبات کی پروا نہیں کی۔ مگر اب خوش ہو جاؤ۔ ہم الگ گھر میں رہنے جا رہے ہیں۔ امی اور بہنوں کے رویے کی میں تم سے معافی مانگتا ہوں۔"

"شاہ زیب۔" اس نے شاہ زیب کے ہاتھ تھام کر اپنی آنکھوں سے لگا لیے۔

اتنی بڑی فتح۔

اتنی بڑی کامیابی۔

اس کے سارے تیر نشانے پر بیٹھے اس کی ساری چالیں کامیاب گئیں۔ آخر اس نے شاہ زیب کو الگ گھر لینے پر آمادہ کر ہی لیا۔

وہ جانتی تھی۔ اگر وہ الگ گھر کا مطالبہ کرے گی تو وہ ہرگز نہیں مانیں گے۔ اس لیے اس نے ایسے حالات پیدا کر دیے جس نے شاہ زیب کو علیحدہ ہونے کا فیصلہ کرنے پہ مجبور کر دیا۔

وہ خوشی سے پاگل ہو رہی تھی۔ مگر اس نے اپنے جذبات پہ قابو پا کے اداسی سے کہا۔

"امی سے جدا ہونے کو دل تو نہیں چاہتا۔ خوب

ہمارے تعلقات کے درمیان تناؤ اتنا بڑھ چکا ہے کہ مصالحت کی گنجائش نہیں نکلتی۔"

"میں جانتا ہوں حورین۔ تم اب بھی امی کی عزت کرتی ہو۔ تم سے مجھے کوئی شکایت نہیں۔"

شاہ زیب نے اس کے لیے علیحدہ گھر لے لیا۔ بڑا سا خوبصورت کاٹیج۔ پھولوں سے لدا۔ حورین نے اپنی پسند کے مطابق ڈیکوریٹ کیا۔

اب یہاں کوئی دوسرا مداخلت کرنے والا نہیں۔ وہ یہاں اپنی مرضی کی مختار ہے۔ کوئی ڈر، کوئی پہرا نہیں وہ سیاہ کرے یا سفید۔ وہ اس گھر کی مالک ہے۔ اس نے یہ چھوٹی سی سلطنت حاصل کرنے کے لیے جو تگ و دو کی وہ رنگ لائی۔

اس روز ایاز بھائی کی شام کی فلائٹ تھی۔ وہ حورین سے ملنے چلے آئے۔

"میں جا رہا ہوں حورین۔" ان کا لہجہ ٹوٹا ہوا تھا۔

"کاش میں آپ کے لیے کچھ کر سکتی بھائی۔"

"یہ میری قسمت ہے کہ جو چاہا۔ مل نہ سکا۔"

"آپ شادی کر کے جاتے بھائی۔"

"میرے ہاتھوں میں شادی کی لکیر نہیں ہے حورین! اچھا یہ بتاؤ تم خوش تو ہو ناں۔"

"بے حد۔ شاہ زیب میرا بہت خیال رکھتے ہیں۔"

"ہوں تم نے گھر اچھا سجا لیا ہے۔ مگر کیا زیادہ اچھا نہیں تھا کہ تم شاہ زیب کی والدہ کے ساتھ ہی رہتیں۔"

"میں تو امی کے ساتھ رہنا چاہتی تھی مگر امی نے ہمیں خود منع کر دیا۔ شاہ زیب کی بھی یہی مرضی تھی کہ ہمارا الگ گھر ہو۔ اب آپ ہی بتائیں میں ان کے حکم کی خلاف ورزی تو نہیں کر سکتی تھی ناں۔"

"تمہاری تابعداری پہ مجھے فخر ہے حورین۔"

"شکریہ بھائی۔"

"اچھا اب چلوں۔"

"اپنا لندن کا فون نمبر دیتے جائیں کوئی لڑکی پسند آئی تو فون کر دوں گی۔"

"اس مقصد کے لیے فون مت کرنا حورین۔ ہاں کوئی اور کام ہو تو کہہ دینا۔"

حورین نے ایاز بھائی کا فون نمبر سنبھال کر ڈائری میں نوٹ کر لیا۔ وہ اور شاہ زیب انہیں سی آف کرنے ایئرپورٹ بھی گئے۔

ماما ایاز کے جانے پر بہت دل گرفتہ ہو رہی تھیں۔

ایاز نے بڑی مشکل سے خود کو سنبھالا تھا۔

وہ لڑکی۔ اس کی معصوم صورت دل میں بسائے وہ یہاں سے جا رہا ہے۔ وہ اس کی خوشیوں کے لیے ہمیشہ دعاگو رہے گا۔ وہ زندگی کے نئے سفر کو خوشیوں سے طے کرے۔ اس کی راہوں میں ہمیشہ پھول بکھرے رہیں۔

"حورین اگر ہو سکے تو اس کا خیال رکھنا وہ مجھے بہت عزیز ہے۔"

"یہ بھی کوئی کہنے کی بات ہے بھائی۔"

"مجھے اس کے بارے میں فون پر بتاتی رہنا۔"

"اور کوئی حکم۔"

امی شاہ زیب کے چلے جانے سے بہت اداس تھیں۔ ماما اور ثروت علیحدہ چپ چپ رہتیں یوں لگتا تھا جیسے اس گھر کی خوشیوں کو کسی کی نظر لگ گئی۔

امی کو شاہ زیب بہت یاد آتا تھا۔ وہ ہفتے میں ایک مرتبہ آ کر اپنی صورت دکھا جاتا۔ ان کی ضروریات دریافت کرتا۔ امی کے لبوں پر لگے قفل نہیں ٹوٹتے تھے۔

"تم نے ماں کا دل دکھایا ہے شاہ زیب لیکن میں تو تمہیں بددعا بھی نہیں دے سکتی۔"

"امی! آپ بھائی کو واپس بلا لیں۔" ثروت کہتی۔

"اسے آنا ہوتا تو وہ اس گھر سے جاتا ہی کیوں۔"

"ہم سے بھابی کا کیا بگاڑا تھا جو وہ بھائی کو لے

کرمیدہ ہو گئیں۔ کیا دُکھ تھا انہیں یہاں۔ اگر ہماری طرف سے کوئی غلط بات ہوتی تو ہم ان سے معافی مانگ لیتے۔ مگر وہ تو ہمیں منانے کا اختیار بھی ہم سے لے گئیں۔ امی کیا ساری بھابیاں حورین بھابی جیسی ہوتی ہیں؟"

"ہاں" ماہا بولی۔

"انیلا کے ساتھ بھی یہی ہوا۔ اس کی بھابی بھی اس کے بھائی کو لے گئی۔ سسرال کے گھر کو بھی اپنا گھر نہیں سمجھتیں یہ بھابیاں۔"

ان دنوں حورین بہت خوش رہنے لگی تھی۔ اپنے گھر کا لطف ہی کچھ اور ہوتا ہے۔ وہ شاہ زیب کے ساتھ ساتھ اڑتی پھرتی۔ وہ لوگ رات کا کھانا باہر کھاتے تھے۔ شاہ زیب بہت مرتبہ اسے لانگ ڈرائیو پر بھی لے کر گئے۔

آج رات ان کا پکچر کا پروگرام تھا۔ نو بجے شو پر جانا تھا۔ وہ کب سے تیار شاہ زیب کا انتظار کر رہی تھی۔ آج کل شاہ زیب کے آفس میں کام بڑھ گیا تھا۔ وہ دیر سے گھر آتے تھے۔ ان کا وعدہ تھا۔ وہ آج وقت نکال کر ضرور آجائیں گے۔

حورین نے گیٹ کھول رکھا تھا۔

وہ ٹیرس پر ستون سے ٹیک لگائے لگائے سو گئی۔ شاہ زیب کے انتظار میں۔ پتا نہیں وہ کتنی دیر سوتی رہی۔ تب ہی کسی نے اس کا کندھا پکڑ کر زور سے ہلایا۔

"اے اٹھو!" اس نے ہڑبڑا کر آنکھیں کھول دیں۔ سامنے کا منظر واضح ہوا تو اس کے لبوں سے ہلکی سی چیخ نکل گئی۔

"خبردار۔ جو شور مچانے کی کوشش کی تو۔ ورنہ گولی بھیجے میں اتار دوں گا۔"

سامنے والا نقاب پوش غرایا۔

حورین کی آواز حلق میں دب گئی۔

وہ تین آدمی تھے۔ چہرے پہ نقاب چڑھائے۔ تینوں کے ہاتھوں میں پستول تھے۔

"جو کچھ ہے نکالو۔"

"اس۔ اس وقت گھر میں کچھ موجود نہیں۔ تم لوگ چلے جاؤ۔ اگر میرے شوہر کی آنکھ کھل گئی تو وہ۔"

"ہمیں بے وقوف بنانے کی کوشش مت کرو۔ ہم اچھی طرح جانتے ہیں تم اس وقت گھر میں تنہا ہو۔ تمہارا شوہر رات گئے لوٹتا ہے۔ تمہارے گھر میں دن کے وقت فقط ایک ملازمہ آتی ہے جو کام کر کے چلی جاتی ہے۔ ہم نے بہت اچھی طرح معلوم کیا ہے۔ اس لیے ہمیں دھمکانے کی ضرورت نہیں۔ جتنے بھی زیورات اور روپے ہیں وہ فوراً سے نکال دو۔ ورنہ۔"

اس کی غراہٹ حورین کو سہما گئی۔

"ورنہ تمہارے شوہر کو تمہاری لاش ملے گی۔"

وہ فق چہرے کے ساتھ اندر آ گئی۔ دو آدمی اس کے تعاقب میں اس کے پیچھے آ گئے جبکہ ایک باہر کھڑا رہا۔

"جلدی کرو۔ تم سستی اس لیے دکھا رہی ہو کہ تمہارا شوہر گھر آجائے۔ اگر ایسا ہوا تو ہم تم دونوں کو گولی مار کر چلتے بنیں گے۔ پولیس سراغ لگاتی رہ جائے گی کہ میاں بیوی کا قتل کس نے کیا۔"

حورین کے ہاتھ پاؤں پھول رہے تھے۔ اس نے سائیڈ ٹیبل سے سیف کی چابی نکالی اور زیورات اور روپے نکال کر ان کے حوالے کر دیے۔ یہ زیورات پہلے امی نے بنک میں رکھوائے تھے۔ وہ اس گھر میں آئی تو زیورات بھی نکلوا کر لے آئی۔ کتنے دنوں سے وہ شاہ زیب سے انہیں بنک میں رکھوانے کا کہہ رہی تھی مگر انہیں فرصت ہی نہیں ملتی تھی۔ اور۔

سب اتنا فانا ہوا۔

ڈاکو آئے اور لوٹ کر چلتے بنے۔ وہ کٹے ہوئے شہتیر کی مانند قالین پر ڈھے گئی۔ غلطی اسی کی تھی۔ اسے گیٹ بند کر کے رکھنا چاہیے تھا۔ اتنی رات کو وہ تنہا تھی۔ بھلا انتظار کیا گیٹ بند کر کے نہیں ہو سکتا تھا۔

وہ ڈاکو کہہ رہے تھے، وہ اس گھر کے حالات جانتے ہیں۔ وہ اچھی طرح حالات کا جائزہ لینے کے بعد یہاں آئے تھے۔ انہیں معلوم ہو گا کہ وہ اور

اس کا شوہر تنہا رہتے ہیں۔

پورچ میں شاہ زیب کی گاڑی آن رکی۔

سارا گھر بھائیں بھائیں کر رہا تھا۔ شاہ زیب نے اندر قدم رکھا تو سامنے حورین کو زردی حالت اور فق چہرے سمیت قالین پر پایا۔

"حورین!" وہ حورین کی طرف بڑھے۔

حورین ڈر گئی "کون۔؟"

"میں شاہ زیب ہوں۔ کیا ہوا تم اس طرح سہی کیوں ہو۔ اور یہ گیٹ کیوں چوپٹ کھلا تھا۔ کیا بات ہے حورین تم؟"

"وہ۔ وہ سب لے گئے شاہ زیب!"

اس کے لبوں سے ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں نکلا۔

"کون۔؟"

"ڈاکو۔ وہ مجھے تنہا پاکر سارے زیورات لے گئے۔ اور روپے بھی۔ اگر۔ اگر وہ مجھے گولی مار جاتے تو۔؟" وہ تھرا گئی۔

"ہوا کیا تھا؟"

"میں گیٹ کھولے آپ کے انتظار میں ٹیرس پہ بیٹھی تھی۔ تب ہی مجھے اونگھ آگئی۔ اور وہ تینوں گھر میں گھس آئے۔ اور" وہ رونے لگی۔

"ساری حماقت تمہاری ہے۔ کیوں گیٹ کھلا رکھا۔ اتنا سمجھ لو حورین اب تم بھرے پرے گھر میں نہیں ہو بلکہ تنہا رہ رہی ہو۔ پہلے تو امی۔ ماہا۔ ثروت اور ملازمین بھی ہوتے تھے تو کسی ڈر کا امکان نہیں تھا۔ مگر اب احتیاط کی ضرورت ہے۔ شکر خدا کا تمہاری جان بچ گئی۔ اگر وہ تمہارا گلا کاٹ جاتے یا پھر تمہاری عزت۔"

وہ چپ ہو گئے۔ وہ روتی رہی۔

شاہ زیب کی بات درست تھی۔ یہاں اسے زیادہ احتیاط کی ضرورت تھی۔ وہاں گھر میں سب کی موجودگی کے باعث اسے کوئی فکر نہیں تھی۔ رات گیٹ کون بند کرتا ہے۔ لاک کون لگاتا ہے۔ اسے کوئی تردد نہیں ہوتا تھا۔

"اچھا اب چپ ہو جاؤ اور کچھ کھانے کو دو۔"

"سارا نمنعل آپ کی ہے۔ آپ ویسے کیوں لیٹ، جبکہ آپ نے جلدی آنے کا وعدہ کیا تھا۔

کھر میں بیوی کے تنہا ہونے کی فکر ہو تو بات ہے نا۔ لاپروائی کی حد کر دی تھی آپ نے۔"

"اپنی غلطی میرے کھاتے میں مت ڈالو۔ یہ کیوں نہیں مان لیتیں کہ تمہیں گیٹ کھلا نہیں چھوڑنا چاہیے تھا۔" شاہ زیب نے پہلی مرتبہ ڈانٹا۔

اس کے آنسو نہیں تھم رہے تھے۔

"میرے اتنے زیور۔ سارے کے سارے گئے۔"

"یہ حماقت بھی تمہاری ہے۔ کس نے کہا تھا اتنے زیور بھی ساتھ لے آؤ۔"

"میں آپ سے انہیں بینک میں رکھوانے کا کہہ تو رہی تھی۔ مگر یہاں میری سنتا کون ہے۔"

وہ بھی گرم ہو گئی۔

"اچھا رہنے دو بحث۔ کھانا لاؤ۔"

وہ چپ چاپ اٹھ گئی۔

پہلی مرتبہ ان دونوں میں تلخ کلامی ہوئی تھی۔ حورین کو شاہ زیب کی باتوں نے دکھ دیا۔ زیورات اس کے گئے۔ ——— اس کی جان کو خطرہ تھا۔ بجائے وہ ہمدردی کرتا اس کی ہی غلطیاں گنوانے بیٹھ گیا۔

اپنے گھر میں تو شاہ زیب نے کبھی اس طرح کا لہجہ اور انداز اختیار نہیں کیا تھا۔

وہ کھانا لے آئی۔ اور ٹرے شاہ زیب کے سامنے رکھ دی۔

"تم نہیں کھاؤ گی؟"

"مجھے بھوک نہیں۔" اس کے لہجے میں خفگی تھی۔

"اچھا اب جانے دو اس قصے کو۔"

"آپ کے لیے یہ معمول بات ہو گی۔ ہیں۔"

"بند کرو یہ رونا دھونا۔"

وہ ٹرے پیچھے دھکیل کر اٹھ کھڑے ہوئے ایک تو آفس سے تھکے ہوئے تھے اور پر سے ایسی افتاد کا سامنا۔ حورین کی رونی صورت الگ پریشان کر رہی تھی۔ بیوی سکون نہیں۔ آج اتنی بڑی کنسائنمنٹ ہاتھ سے نکل گئی۔ وہ کام پر توجہ دینا چاہتے تھے لیکن ان کی سستی میں فرق آیا تھا۔

"امی۔!" اس کے لبوں سے پھسلا۔

وہ ماں کی گود میں سر چھپا کر اپنے سارے تفکرات بھلا دیتے تھے۔

شاہ زیب نے اس واردات کی رپورٹ پولیس میں نہیں لکھوائی۔ جو ہونا تھا ہو چکا۔ وہ کسی کو اپنا دشمن نہیں بنانا چاہتے تھے۔

"میں تمہیں نئے زیور بنوا دوں گا۔ خدا کے لیے اپنا موڈ ٹھیک رکھو۔ آج کل تم گھر پہ دھیان نہیں دے رہیں۔ مجھے آفس سے دیر ہو رہی ہے اور ناشتا ابھی تک تیار نہیں۔"

نہا کر تیار کھڑے وہ چیخ رہے تھے۔

"میرے دس ہاتھ پاؤں نہیں۔"

وہ بھی تلخی سے بولی۔

حورین کو یاد آیا۔ ماہا صبح کے ناشتے کی ٹرے سجا کر کمرے میں دے جایا کرتی تھی۔ وہ اس کا ہر کام دوڑ دوڑ کر کرتی تھی۔ شاہ زیب کے کپڑے استری کر کے ہینگر میں لٹکا دیا کرتی تھی۔ یہاں آ کر اس کی ذمہ داری دوگنی ہو گئی تھی۔

امی کے ہاں وہ مہارانیوں کی طرح رہ رہی تھی۔

"اب کیا میں ناشتے کے بغیر چلا جاؤں۔"

وہ کچن میں آ کر کھڑے ہو گئے۔

"آپ دیکھ رہے ہیں، میں فارغ نہیں کھڑی۔"

"تم اگر صبح جلدی اٹھ جایا کرو تو کم از کم مجھے ناشتا تو وقت پر ملے۔"

"آپ کو تو مجھ میں خامیاں نکالنے کا موقع چاہیے اور بس۔ ایک اکیلی جان اور ہزاروں کام کیا کیا سنبھالوں۔"

وہ اس کی باتوں پر جانے کو مڑا۔ وہ جتنی دیر کھڑے رہتے ایسی ہی کسیلی باتیں سننے کو ملتیں۔

"ناشتا تیار ہے۔"

"مجھے نہیں کرنا ناشتا۔"

وہ دھپ دھپ کرتا پورچ کی طرف چلا گیا۔

حورین نے بھی غصے میں ناشتا نہیں کیا۔ آج کل اس کے معاملات میں بڑا فرق آیا تھا۔ وہ پہلے کی طرح شاہ زیب کو گیٹ تک چھوڑنے نہیں جاتی تھی۔ نہ ہی آفس سے واپسی پر اس کی منتظر رہتی۔ گھر کے کام اسے اتنا تھکا دیتے تھے کہ سارے لطیف احساسات جیسے اڑنچھو ہو گئے۔ اسے لگتا تھا۔ جیسے وہ مشین بنتی جا رہی ہے۔

جیسے فراغت کا ایک لمحہ بھی اس کے نصیب میں نہیں۔

ماہا آئی تھی۔ وہ حورین سے لپٹ گئی۔

"کیسی ہیں بھابی؟"

"ٹھیک ہوں۔"

"مجھے تو کچھ کمزور دکھائی دے رہی ہیں کیا بیمار ہیں؟"

ماہا کے بے حد روادارانہ لہجے پر حورین کی آنکھیں بھر آئیں۔ اس نے ان سب کے ساتھ جو کچھ کیا۔ وہ سب بھلا کر ماہا اس کے سامنے تھی۔

"بھابی آپ خوش ہیں ناں؟"

"تم کہو امی کیسی ہیں؟"

"آپ کو اکثر یاد کرتی ہیں۔"

"سچ؟" حورین بہت زیادہ حساس ہو رہی تھی۔

"بھائی آفس گئے ہیں؟"

"ہاں اب لوٹنے والے ہوں گے۔ ابھی تو میں نے کھانا بھی تیار نہیں کیا۔"

"آپ بیٹھیں بھابی! میں سب کر دیتی ہوں۔"

وہ کچن میں گھس گئی۔ کھانا پکا کر اس نے مشین لگا کر میلے کپڑے دھوئے بیڈ روم کی جھاڑ پونچھ کی۔ اور اس کے کپڑے بھی استری کر دیے۔

"بھابی آپ کپڑے بدل لیں۔ بھائی آتے ہوں گے۔"

حورین ماہا کی اتنی محبت پر ششدر منہ دیکھتی رہی۔ ماہا کے دل میں اس کے لیے کوئی نفرت نہیں۔ ماہا کے چہرے پر وہی پہلے جیسی محبت تھی۔

اس لڑکی کی راہوں میں اس نے کانٹے بوئے اس نے اپنے بھائی کی خوشیاں بھی لوٹ لیں۔

ضمیر نے کچوکے لگائے تو حورین نے سر جھٹک دیا۔

آپ نہاکر تیار ہو جائیں بھابی۔"

• بیٹھ جاؤ ماہا۔ تھک جاؤ گی۔ تم یہاں مہمان ہی چند روز میں تم سے کام کروانے لگ گئی۔ در اصل آج کل کام والی چھٹی پر ہے اس لیے۔"

• بھابی! میں بھی اس گھر کی ایک فرد ہوں۔ آپ معذرت نہ کریں۔"

حورین تیار ہو کر نکلی تو شاہ زیب کی گاڑی کا ہارن بجا۔

• انہیں گیٹ پر خوش آمدید کہنے نہیں جائیں گی بھابی۔"

• وہ در اصل۔" حورین سے کوئی جواب ہی نہیں بن پڑا۔

• نہیں بھابی! کہتے ہیں بیوی کی ایک مسکراہٹ سے شوہر کی دن بھر کی تھکان معدوم ہو جاتی ہے۔ آپ کو گیٹ پر موجود نہ پاکر وہ کیا سوچیں گے۔ آپ جائیں بس۔"

ماہا نے اسے کمرے سے باہر دھکیل دیا۔

حورین نے گیٹ کھولا تو شاہ زیب نے حیرت سے بنی سنوری حورین کو دیکھا۔ وہی پہلی جیسی مسکراہٹ لبوں پر۔

شاہ زیب کو خوشگوار احساس ہوا۔

• خیریت۔ آج سورج کہاں سے نکلا۔"

• جہاں سے روز نکلتا ہے۔"

• بڑی چمک رہی ہو۔"

• ماہا آئی ہے۔"

• سچ۔" وہ اندر آ گئے۔

ماہا ان کے بازو سے آن لگی۔

• آپ بہت یاد آتے ہیں بھائی! اتنے دن آپ نے صورت نہیں دکھائی تو امی نے مجھے آپ کا احوال پوچھنے بھیج دیا۔"

تینوں نے خوش گپیوں کے درمیان کھانا کھایا۔

• آج تو ہر شے اپنی جگہ پر لگ رہی ہے۔ آج کھانا بھی لذیذ ہے۔"

• ماہا نے پکایا ہے۔"

پہلی بار اعتراف کرتے حورین کے دل میں کوئی رنج نہیں تھا۔

• بھابی! یہ آپ کی کلائیاں کیوں سونی ہیں۔ آپ کی سونے کی چوڑیاں کہاں ہیں۔ انہیں پہنا کریں نا۔"

ماہا کی بات پر حورین کے چہرے پر ایک سایہ لہرا گیا۔

• وہ چوڑیاں۔"

• وہ سارے زیور بینک میں رکھوا دیے ہیں۔" شاہ زیب نے بات سنبھالی۔ وہ ماہا کو زیورات کی چوری کا دکھ نہیں پہنچانا چاہتے تھے۔ یقیناً ماہا یہ بات امی کو بتانے کی اوزاری پریشان ہوں گی۔

• کم از کم چوڑیاں تو بینک میں نہ رکھوائیں۔ خیر آپ میری چوڑیاں پہن لیں۔"

ماہا نے اپنی کلائی میں پڑی سونے کی دو چوڑیاں اتار کر حورین کی کلائی میں ڈال دیں۔

• تمہاری کلائیاں سونی ہو گئیں۔"

حورین ____ شرمندہ تھی۔

• بھابی آپ سہاگن ہیں۔ آپ کو یہ چوڑیاں زیادہ زیب دیں گی۔"

شاہ زیب آرام کرنے چلے گئے تو وہ ماہا کے ساتھ ٹیرس پر بیٹھی باتیں کرتی رہی۔ امی کا حال دریافت کرتی رہی۔

• ماہا۔"

• ہوں۔"

• ایاز بھائی کے جانے کا تمہیں دکھ تو ہو گا۔" تکلیف دہ موضوع۔

ماہا کی آنکھیں بھر آئیں۔

• بھابی! میرا مقدر یہی تھا۔"

• اگر تمہارا مقدر دوبارہ سنور جائے تو۔"

• بھابی! اگر مقدر سنورنا ہوتا تو بگڑتا ہی کیوں۔ خیر آپ چھوڑیں ان باتوں کو۔ یہ بتائیں امی سے ملنے کب آ رہی ہیں۔ خود بھی میرے ساتھ آنے کی ضد کر رہی تھی۔ امی اکیلی ہو جائیں اس لیے ہمراہ لے کر نہیں آئی۔"

ماہا چلی گئی تو حورین پر پھر سے اداسیت سوار ہو گئی۔ وہی تنہائی اور وہی کام کا بوجھ۔ وہ نادانی میں وہ گھر چھوڑ تو آئی۔ مگر اب احساس ہو رہا تھا۔ مل کر رہنے میں کتنے فائدے ہیں۔ کسی ایک

پہ کام کی زیادتی کا بوجھ نہیں پڑتا۔ دکھ تکلیف بھی کم ہو جاتی ہے۔ تحفظ کا احساس بھی ہوتا ہے۔ اگر وہ امی کے ساتھ ہوتی تو ڈاکو اس کے زیورات نہ لے جاتے۔ اور۔

اس نے عدیل کے گھر فون کیا۔

"میں ثروت کی بھابی بول رہی ہوں۔"

"کہیے۔" دوسری طرف عدیل کی والدہ تھیں۔

"میں آپ سے اپنے رویے، اپنے جھوٹ کی معافی چاہتی ہوں۔ میں نے ثروت کے بارے میں آپ سے غلط بیانی سے کام لیا تھا۔ حقیقت میں ثروت بے حد سلجھی ہوئی، سگھڑ اور ہمدرد لڑکی ہے۔ اپنے حسد کی بنیاد پر میں نے آپ کا دل اس کی طرف سے میلا کر دیا۔ پلیز آپ مجھے معاف کر دیں اور امی کی طرف دوبارہ چلی جائیں۔ اگر آپ ثروت کا رشتہ قبول کر لیں گی تو سمجھوں گی کہ میرے گناہ کا کفارہ ادا ہو گیا۔" وہ بھرائی آواز میں کہہ رہی تھی۔

"آپ جانتی ہیں آپ کے جھوٹ نے ہمیں کتنا دکھ دیا۔"

"آپ جو چاہے مجھے سزا دے لیں مگر ثروت کو قبول کر لیں۔"

"ایسا تو میں کروں گی ہی۔ مگر آپ کے رویے نے مجھے یہ سوچنے پر مجبور کر دیا ہے کہ کیا ہر بھابی اپنی نند کی راہ میں ایسے کانٹے بوتی ہے اور۔"

"ہر بھابی نہیں صرف میں ہی گری ہوئی نکلی۔" اس نے فون بند کر دیا۔

ندامت کے اشکوں نے اس کا چہرہ دھو دیا۔

"امی مجھے واپس بلا لیں۔ میں آپ کے بغیر نہیں رہنا چاہتی۔" اس کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

"خیریت یہ آنسو کس خوشی میں۔" شاہ زیب کی آواز ابھری۔

"ایسے ہی امی یاد آ رہی تھیں۔"

"اگر اداس ہو تو ملوانے لے چلوں۔"

"نہیں۔" وہ کس منہ سے سامنے جائے گی۔

ماہا کا فون آیا تھا۔ اس کے لہجے میں خوشیوں کی جھنکار تھی۔

"بھابی! وہ لوگ بہت شرمندہ ہیں۔ معذرت سے عدیل بھائی کا رشتہ جوڑنا چاہتے ہیں بلکہ چاہتے ہیں اس بار منگنی کی تاریخ مقرر نہیں ہوگا۔ بلکہ وہ شادی پہ زور دے رہے ہیں۔"

"سچ ماہا۔" وہ بھی خوش ہو گئی۔

"بالکل سچ۔ آپ بس گھر آ جائیں اور شادی کی تیاریوں میں ہاتھ بٹائیں۔"

"آؤں گی ماہا۔"

شاہ زیب نے کہا تھا۔ وہ اسے امی کی طرف چھوڑ دیں گے۔ وہ تیار بیٹھی تھی۔ مگر آفس سے لوٹتے شاہ زیب کا ایکسیڈنٹ ہو گیا۔ وہ بال بال بچے۔ مگر کافی چوٹیں آئیں۔

وہ بے ہوش تھا۔

امی ہاسپٹل۔ چلی آئیں۔

"امی یہ کیا ہو گیا۔ میرے گناہوں کی سزا۔ شاہ زیب کو کیوں۔" وہ امی کے سینے سے لگی آنسو بہاتی رہی۔

"ہمت سے کام لو بہو۔"

"امی اگر انہیں کچھ ہو گیا تو میں بھی زندہ نہیں بچوں گی۔ یہ سب آپ سے علیحدہ ہونے کا نتیجہ ہے۔ آپ کی ذات سے دور ہو کر میں نے بڑے دکھ اٹھائے ہیں۔ پلیز امی! مجھے معاف کر دیں میں گھر واپس آنا چاہتی ہوں مجھے اور شاہ زیب کو آپ کے سائے کی ضرورت ہے۔ میں۔"

"وہ تمہارا اپنا گھر ہے بیٹی۔ جب چاہے آ سکتی ہو۔"

شاہ زیب کو ہوش آ گیا۔ وہ امی کا ہاتھ تھامے پڑے رہے۔

"امی مجھے چھوڑ کر مت جائیے۔"

"میں تمہارے پاس ہوں بیٹا۔"

"میں نادان تھا امی جو گھر چھوڑ دیا۔"

"سارا قصور میرا ہے۔ میں نے ہی آپ کے کان میں غلط باتیں ڈالیں۔ آپ کو امی اور ماہا وغیرہ سے بدظن کیا۔ اتنے گناہ کیے میں نے۔ الگ رہنے پر خوشیاں پھر بھی میرے دروازے سے دور رہیں۔ مگر اب میری آنکھیں کھل چکی

ہی۔ میں نے اس حقیقت کو پالیا ہے کہ جو سکھ
مل کر ساتھ رہنے میں ہے۔ وہ الگ تنہا
رہنے میں کہاں۔ تنہا رہنے سے سو طرح کے
مسائل سر اٹھا لیتے ہیں۔ امی کیا آپ مجھے معاف
کر پائیں گی۔ میں۔"
"بیٹی مجھے تم سے کوئی شکوہ نہیں۔"
"لیکن مجھے خود سے شکوہ ہے۔ میں نے کیوں
حورین کی غلط باتوں پہ کان دھرے۔" شاہ زیب
بولا۔
"اب جانے دو بیٹا۔ بہوا پنے پرائے کا فرق
سمجھ چکی ہے۔ اس کا دل ہماری طرف سے صاف
ہو چکا ہے۔ اس نے ہماری محبتیں پہچان لیں۔ یہ
خدا کا شکر ہے۔"
امی نے حورین کو سینے سے لگا لیا۔
شاہ زیب اور حورین دوبارہ امی کے پاس
آ گئے۔
گھر میں ثروت کی شادی کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ حورین
نے سارا انتظام سنبھال لیا۔ اسے اپنی ذمہ داریوں
کا احساس تھا۔ وہ ہر کام میں پیش پیش تھی۔ مہمانوں
کی آؤ بھگت میں۔ امی کی خدمت میں۔ ثروت اور
ماہا کا خیال رکھنے میں۔
امی اُسے دیکھ کر نہال ہوتی رہیں۔
ثروت کی بارات تھی۔ حورین صبح سے جتی
ہوئی تھی۔
"بیٹی ذرا آرام کرلو۔ تھک جاؤ گی۔" امی بولیں۔
"امی! اپنوں کی خوشیوں ہیں۔ ہرگز نہیں تھکوں
گی۔"
"بھابی۔ وہ آپ نے ثروت کے جہیز کے جوڑے
کہاں رکھے ہیں؟"
"تمہارے کمرے میں۔ وارڈ روب میں۔ دیکھو
پیاری بہن تم ان سوٹوں کو اٹیچی میں رکھ دو۔"
"اچھا۔" ماہا جانے کو پلٹی۔
صبح سے اسے اپنے کمرے میں جھانکنے کا موقع
نہ ملا تھا۔ وہ کمرے میں داخل ہوئی اور وارڈ روب
سے سوٹ نکال کر بیڈ پر رکھنے لگی۔
اگر آپ کو زحمت نہ ہو تو اس کمرے میں کسی

”ہو رکی موجودگی کا احساس بھی کر لیجیے۔“ سائیڈ سے آواز آئی۔

ماہا اس آواز کو سیکڑوں میں بھی پہچان سکتی تھی۔

وہ سٹپٹا کر پلٹی۔ اور اس کی آنکھیں حیرت سے کھلی رہ گئیں۔

بالکل سامنے براؤن آنکھیں مسکرا رہی تھیں۔

”آپ۔“ وہ بے ہوش ہونے کو تھی۔

”جی خاکسار۔“ ایاز قریب آ گیا۔

”آپ کب آئے۔ آپ تو لندن چلے گئے تھے اور۔“

”لندن اس دنیا سے باہر تو نہیں۔ اور جناب جو آپ کی یادوں کو دل میں بسائے ہو، وہ بھلا اس نئے زمین پر کہیں چین پا سکتا ہے۔ ان سیاہ نینوں کی زنجیر نے مجھے دوبارہ لوٹنے پر مجبور کر دیا۔“

شوخ انداز۔

ماہا سچ مچ بے دم ہو کر بیڈ پر گر گئی۔

”کیوں یقین نہیں آ رہا میری موجودگی کا۔“

”نہیں۔“ اس نے نفی میں گردن ہلائی۔

”تو مجھے چھو کر دیکھو۔“

”مگر آپ یہاں آئے کیسے۔“

”میں نے بلایا ہے۔“

حورینا نے کمرے میں قدم رکھا۔

”میں نے ان سے فون پہ کہا کہ ایک دیوانی لڑکی ان کی جدائی میں گھلتی جا رہی ہے تو بس انہوں نے آنے میں دیر نہیں لگائی۔ کہو خوش ہو ماہا۔“

”اللہ پتا ہے کیا کہا حورین نے فون پہ۔“ ایاز بولا۔

ماہا کی حیرت کم نہیں ہو رہی تھی۔

”کیا؟“

”یہی کہ ایک بارات آ رہی ہے اگر میں بھائی بار لے کر آؤں تو دونوں بہنوں کی اکٹھی رخصتی ہو جائے گی۔ جانتی ہو صرف ایک ہفتے کی چھٹی پر آیا ہوں۔ تمہیں لندن لے کر ہی جاؤں گا۔

آنٹی بھی راضی ہیں۔ ارے شرماؤ مت بھئی۔ اپنے ہونے والے دولہا کو یوں ٹیڑھی ٹیڑھی نظروں سے کیوں دیکھ رہی ہو۔ وہ دیکھو ماما آ رہی ہیں تم سے ملنے۔“

ایاز کہہ رہا تھا۔

ماہا نے شرما کر دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپا لیا۔

”مجھے آپ سے شکوہ ہے بھابی۔ پہلے کیوں نہیں بتایا۔“

”بھئی تمہیں سرپرائز جو دینا تھا۔“ حورین مسکرائی۔

”کہو پھر راضی ہو لندن جانے کے لیے۔“

”یہ تو دل و جان سے راضی ہیں۔“ ایاز بولا۔

”آپ کو کیسے پتا؟“ ماہا بولی۔

”بس پتا ہے۔“

”ارے ای آپ۔“

ماہا شرارت سے بولی تو ایاز گھبرا کر کمرے سے نکل گیا۔

وہ دونوں ہنس دیں۔

”مڈر بوک۔“

”مڈر بوک کیوں۔ ڈھکے کی چوٹ پر لے کر جاؤں گا۔“

وہ دروازے سے جھانکتے ہوئے بولا۔ تو ماہا نے آسودگی سے آنکھیں موند لیں۔ چاروں طرف بے شمار گل کھل گئے تھے۔ اور ان کی معطر خوشبو نے اس کی سانسوں کو بھی معطر کر دیا تھا۔